عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۱۷ تا ۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ مارچ ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۴۳

قیمت: ۷ روپے

اعمال کے اثرات

میدانِ مباحثہ اور قادیانی گروہ

غیبت کی حقیقت

انبیائے کرام کا حقیقی کمال

معاشرہ کی تشکیل میں والدین کا کردار

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.or

کیا مسلمانوں کے قبرستان کے نزدیک کافروں کا قبرستان بنانا جائز ہے؟

س:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی کافر کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا تو جائز نہیں لیکن کسی مسلمانوں کے قبرستان سے متصل کافروں کا قبرستان بنانا جائز ہے یا کہ اسے دور بنانا چاہئے؟

ج:...... ظاہر ہے کہ کافروں، مرتدوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام اور ناجائز ہے، اس طرح کافروں کو مسلمانوں کے قبرستان کے قریب بھی دفن کرنے کی ممانعت ہے تاکہ کسی وقت دونوں قبرستان ایک نہ ہوجائیں۔ کافروں کی قبر مسلمانوں کی قبر سے دور ہونی چاہئے تاکہ کافروں کی عذاب والی قبر مسلمانوں کی قبر سے دور ہو کیونکہ اس سے بھی مسلمانوں کو تکلیف پہنچے گی۔

قادیانی مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا:

س:...... اگر کوئی قادیانی ہماری مساجد میں آکر الگ ایک کونے میں جماعت سے الگ نماز پڑھ لے تو ہم اس کو اس کی اجازت دے سکتے ہیں کہ ہماری مسجد میں اپنی نماز پڑھے؟

ج:...... کسی غیر مسلم کا ہماری اجازت سے ہماری مسجد میں اپنی عبادت کرنا صحیح ہے۔ نصاریٰ نجران کا جو وفد بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوا تھا، انہوں نے مسجد نبوی (علی صاحبہا الف صلوٰۃ والسلام) میں اپنی عبادت کی تھی۔ یہ حکم تو غیر مسلموں کا ہے لیکن جو شخص اسلام سے مرتد ہوگیا ہو، اس کو کسی حال میں مسجد میں داخلے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اسی طرح جو مرتد اور زندیق اپنے کفر کو اسلام کہتے ہوں (جیسا کہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں) ان کو بھی مسجد میں آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

مرزائی سے مدرسہ کے لئے چندہ لینا بے غیرتی ہے:

س:...... غیر مسلم مرزائی سے مدرسہ یا مسجد کے لئے چندہ لینا کیسا ہے؟

ج:...... بے غیرتی ہے۔

شیزان قادیانیوں ہی کی ملکیت ہے:

س:...... میں اکثر رسالہ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں، آپ کے رسالہ اور بعض پوسٹروں اور اسٹیکروں سے یہ معلوم ہوا تھا کہ شیزان قادیانیوں کی کمپنی ہے، اس لئے شیزان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ الحمدللہ! ابھی تک اپنے ساتھیوں کے ساتھ شیزان کا بائیکاٹ جاری ہے۔

کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ کولڈ ڈرنک کی ایک دوکان میں ایک پیک ڈبے میں شیزان جوس مل رہا تھا۔ میں اور میرا ایک دوست کولڈ ڈرنک کی دکان میں گئے، تو ہمیں دوکاندار میں شیزان جوس دیا گیا۔ میں نے اپنے دوست کو بتایا کہ یہ قادیانیوں کی کمپنی ہے، اس کا بائیکاٹ کیا جائے، تو میرے دوست نے بھی اس کا بائیکاٹ کیا۔ جب دکاندار کو معلوم ہوا تو اس نے بھی شیزان والوں سے جوس لینا بند کردیا۔ جب جوس دینے والے نے دکاندار سے پوچھا کہ آپ ہمارا شیزان جوس کیوں نہیں لیتے تو اس دوکاندار نے اسے جواب دیا کہ ہمارے علماً کہتے ہیں کہ یہ قادیانیوں کی کمپنی ہے، یہ ہمارے دین اور نبیؐ کے دشمن ہیں، اس لئے اس کا بائیکاٹ کیا جائے، تو شیزان کمپنی والوں نے ان سے کہا کہ مشروبات میں بعض یہودی اور عیسائیوں کی بھی کمپنیاں ہیں آپ ان کا بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے ہیں؟ اور وہ بھی پاکستان میں رہتے ہیں، ہم بھی پاکستانی ہیں۔

الحمدللہ! ابھی کافی لوگوں کو پتہ چلا ہے تو شیزان جوس اور شیزان بوتل کا بائیکاٹ کررہے ہیں، لیکن بعض لوگ پروپیگنڈا کرکے لوگوں کے دلوں میں اس حوالے سے شبہات پیدا کررہے ہیں، اس لئے میں ایک سوال اس تحریر میں لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اپنے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' رسالہ میں اس سوال کا جواب اور اس تحریر کو شائع کرکے بہت سے مسلمانوں کے شکوک و شبہات دور فرمائیں گے۔

سوال یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیزان کمپنی کو مسلمانوں نے خرید لیا ہے اور اب وہی اسے چلارہے ہیں؟

ج:...... بظاہر قادیانیوں کا جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ قادیانیوں کی ملکیت ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

سرپرستِ اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر

مولانا اللہ وسایا

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

جلد:۲۱ | ۱۷ تا ۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۸ مارچ ۲۰۰۳ء | شمارہ:۴۳

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا عبدالرحیم اشعر

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا سعید احمد جلال پوری

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد

قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
انبیاء کرام کا حقیقی کمال (مولانا اخلاق حسین قاسمی)	6
اقلیتی ارکان اسمبلی کی مکروہ مداخلت (مولانا محمد اکرم طوفانی)	11
اعمال کے اثرات (عبدالعلی اچکزئی)	12
معاشرہ کی تشکیل میں والدین کا کردار (مولانا محمد جسیم الدین)	16
غیبت کی حقیقت (عبدالسبحان)	19
میدان مباحثہ اور مرزائی گروہ (مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	21
اخبار عالم پر ایک نظر	24

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے

ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت

اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:

35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس روش کا سدباب ضروری ہے

اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق ترکمانستان کی حکومت نے اپنے صدر مراد نیازوف کو پیغمبر کا درجہ دے دیا ہے۔ اس حوالے سے اخبارات میں شائع ہونے والی خبر کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

نعوذ باللہ: ترکمانستان حکومت نے صدر مراد نیازوف کو پیغمبر قرار دے دیا

اللہ ایسی طاقت‘ قسمت اور عظمت انہیں دیتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے‘ سرکاری مبارکبادی مراسلہ

اشک آباد (اے ایف پی) ترکمانستان کی حکومت نے اپنے صدر سپرامراد نیازوف کو ان کی ۶۳ ویں سالگرہ پر مدح سرائی کی انتہا کرتے ہوئے نعوذ باللہ ”خدا کا پیغمبر“ قرار دے دیا ہے۔ واضح رہے کہ ترکمانستان میں صدر نیازوف کی سالگرہ کی تقریبات ملک گیر سطح پر منائی جارہی ہیں۔ گزشتہ روز عام تعطیل تھی‘ مختلف شہروں میں فوجی پریڈیں کی گئیں۔ گلی محلوں اور چوراہوں پر صدر نیازوف کے پوسٹر آویزاں تھے۔ اخبارات میں اعلیٰ سرکاری افسروں کی طرف سے صدر نیازوف کی سالگرہ کے مبارکبادی پیغامات شائع کئے گئے۔ ریڈیو ٹی وی سے خصوصی پروگرام نشر کئے گئے۔ ترکمانستان حکومت نے اپنے ایک اسی طرح کے مبارکبادی پیغام میں جو گزشتہ روز جاری کیا گیا ہے کہا ہے کہ خدا اسی شخص کو ایسی طاقت‘ ایسی قسمت اور عظمت دیتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے‘ جس سے وہ محبت کرتا ہے اسے ہی وہ اپنا پیغمبر سمجھتا ہے جبکہ ملک کے وزیر داخلہ نے کاسہ لیسی کی انتہا کرتے ہوئے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ نیازوف کی عظیم شخصیت پیغمبرانہ صفات کی حامل ہے۔ واضح رہے کہ صدر نیازوف ترکمانستان کی سوویت یونین سے آزادی کے بعد تاحیات صدر بن گئے تھے۔ وہ اس سے پہلے کمیونسٹ پارٹی کے سربراہ تھے‘ انہیں ملک میں بابائے قوم کا درجہ دیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی سالگرہ پر سنہری گنبدوں والے چبوترے سے فوجی پریڈ کا معائنہ کیا۔ ملک میں اس موقع پر سبز رنگ کے پرچم لہرائے گئے۔ سرکاری افسروں نے صدر کو تحائف پیش کئے‘ انہیں اعلیٰ نسل کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ اے ایف پی کے مطابق ترکمانستان کے صدر نے اپنی شخصیت کی مدح سرائی کو خود رواج دیا۔ انہوں نے سرکاری کیلنڈر میں اپنی سالگرہ کی تاریخ اور اپنی والدہ کی وفات کے روز پر سرکاری چھٹی شامل کرائی۔“ (روزنامہ ”خبریں“ کراچی ۲۰/فروری ۲۰۰۳ء)

اگر یہ خبر صحیح ہے اور ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح خبر رساں ادارے نے جاری کی ہے تو یہ انتہائی قابل مذمت واقعہ ہے۔ تمام مسلم ممالک پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اس واقعہ کے خلاف احتجاجاً ترکمانستان سے سفارتی وتجارتی تعلقات فوراً منقطع کرلیں اور ترکمانستان سے فوری طور پر اس بدترین واقعہ میں ملوث افراد کے خلاف شدید ترین کارروائی کا مطالبہ کریں اور ترکمانستان کے صدر سپرامراد نیازوف سے بھی وضاحت طلب کریں کہ آیا یہ واقعہ ان کی منظوری سے ہوا ہے جیسا کہ ظاہر کیا جارہا ہے یا کہ یہ جرم وزراء اور حکومتی عملے سے سرزد ہوا ہے۔ وسط ایشیا کی دیگر ریاستوں کو بھی ترکمانستان سے اس پر شدید احتجاج کرنا چاہئے۔ نیز او آئی سی سمیت مسلم ممالک کے دیگر تمام فورموں کو بھی اس پر سخت احتجاج کرنا چاہئے۔ جن فورموں کا ترکمانستان رکن ہے‘ ان کو اس وقت تک ترکمانستان کی رکنیت معطل کردینی چاہئے جب تک اس واقعہ میں ملوث افراد کیفر کردار کو نہیں پہنچ جاتے۔ مجرموں کو سزا ہر حال میں ملنی چاہئے‘ خواہ جرم صدر سپرامراد نیازوف کا ہو یا کسی اعلیٰ حکومتی عہدیدار کا۔ سرکاری عملے کی جانب سے مدح سرائی کی یہ روش انتہائی قابل مذمت ہے جس کا ہر قیمت پر سدباب وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

مسلم ممالک کے لئے لائحہ عمل

موجودہ حالات میں امت مسلمہ جس طرح پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے‘ اس کا ادراک ہر مسلمان کو ہے۔ باری باری مختلف اسلامی ممالک کا شیرازہ بکھیرنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔ بعض اسلامی ممالک‘ جن میں انڈونیشیا سرفہرست ہے‘ ان میں پہلے ہی ایک علیحدہ عیسائی ریاست کے نام پر شیرازہ بکھیرنے کا عمل شروع بلکہ بعض میں پایہ تکمیل تک پہنچایا جاچکا ہے۔ مسلم ممالک کو یکجا ہونے سے دور رکھنے کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کیا جارہا ہے۔ مسلم ممالک پر حملوں کے لئے دیگر مسلم ممالک کو بطور ڈھال استعمال کیا جارہا ہے تاکہ جوابی کارروائی کی صورت میں مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے لڑیں اور ایک دوسرے کا قتل عام کریں۔ تیل کی دولت پر قبضہ کرنے کے منصوبے بن یں اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے اقوام متحدہ کو استعمال کرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے اور اقوام متحدہ کے اس میں فریق بننے سے انکار پر نئی اقوام متحدہ قائم کرنے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ دنیا بھر میں ہونے والے احتجاج سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنے من مانے فیصلے دنیا پر مسلط کئے جارہے ہیں اور ان فیصلوں کے خلاف آواز اٹھانے والے ”مہذب دنیا کے دشمن“ اور ”دہشت گرد“ ٹھہرتے ہیں۔ اسلامی ممالک کے خلاف دہشت گردی کے سدباب کے نام پر شروع کی جانے والی جنگی مہم کو کھلے عام ”صلیبی جنگ“ کا نام دیا جاچکا ہے۔ اس صورت حال میں امت مسلمہ پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلام دشمن قوتوں کی آلہ کار کسی صورت میں نہ بنے‘ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرے‘ اسلامی ممالک کے آپس میں رابطوں اور تجارت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع کیا جائے اور دہشت گردی کے نام پر اسلام کے خلاف ہونے والی کسی بھی کارروائی میں اپنا کاندھا فراہم نہ کیا جائے۔ یاد رکھیں! مسلمانوں کے قتل عام کی خوشی قادیانیوں‘ یہودیوں‘ عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم اقوام کو ہوگی۔ قارئین اگر تاریخ پر نظر ڈالیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ ماضی میں مسلمانوں کی شکست پر قادیانیوں نے چراغاں کئے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں قادیانی فوجی غیر مسلم افواج کا حصہ رہے ہیں‘ جس کا فخریہ اظہار سابق قادیانی سربراہ مرزا محمود (حالیہ سربراہ مرزا طاہر کا باپ) نے کیا تھا اور یہ اظہار اخبار میں شائع بھی ہوچکا ہے۔ اب بھی بہت ممکن ہے کہ دنیا کی موجودہ سیاسی صورتحال کو ابتر بنانے کا کارنامہ اندرون خانہ قادیانی ہی سرانجام دے رہے ہوں۔ تمام مسلم ممالک کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی حدود میں رہنے والے قادیانیوں کا سروے کرا کران کی تعداد اور ان کی سرگرمیوں کے بارے میں پوری معلومات رکھیں کیونکہ یہی وہ گروہ ہے جو ان کی مخبریاں کرتا ہے اور ان کے زوال کا سب سے زیادہ خواہاں ہے‘ اور مغربی ممالک کو اکسا کران مسلم ممالک کے خلاف کارروائیاں کرواتا رہتا ہے۔

حضرت مولانا معین الدینؒ (سکھر) کا سانحہ ارتحال

قطب العالم حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا معین الدینؒ گزشتہ دنوں سکھر میں انتقال فرماگئے۔ حضرت مرحوم کراچی تشریف آوری پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہٗ سے ملاقات کے لئے دفتر ختم نبوت تشریف لایا کرتے تھے۔ اکابر اولیا اللہ جس تیزی سے جارہے ہیں اس سے دنیا میں فتنوں کی کثرت ہوتی جارہی ہیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ حضرت مولانا معین الدینؒ کو اپنے قرب کے مزید درجات عطا فرمائے‘ آپ کے متعلقین کو آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور آپ کے فیض کو عام اور تام فرمائے۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ حضرت مرحوم کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

حاجی مسعود کے والد کی رحلت

میمن خدمت فورم کے چیئرمین اور ممتاز سماجی شخصیت حاجی مسعود پاریکھ کے والد حاجی حسین پاریکھ ۷ اور ۸ مارچ کی درمیانی شب دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ مرحوم بہت دیندار اور صاحب خیر شخصیت تھے۔ مسجد سے گہرا تعلق تھا۔ اکثر رفاہی کاموں بالخصوص دینی مدارس کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ اور دیگر تمام متعلقین حاجی حسین مرحوم کی وفات پر ان کے صاحبزادے حاجی مسعود پاریکھ اور دیگر اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حاجی حسین مرحوم کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت بخشے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ختم نبوۃ

انبیائے کرام کا حقیقی کمال

مولانا اخلاق حسین قاسمی

جائے کہ شیر مرداں درمعرض عتاب اند
روباہ سیرتا نرا آنجاچہ تاب باشد

انبیاءؑ علیہم السلام کی خصوصیات کو قرآن حکیم جس خوبی سے بیان کرتا ہے' وہ خدا کے اس مقدس کلام ہی کا حق ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا مقدس کلام' وہ خدا کے مقبول بندے! اس سے زیادہ نہ انہیں کوئی سمجھ سکتا ہے' اور نہ سمجھنے کا دعویٰ کر سکتا ہے' یہی سبب ہے کہ دنیا نے جب کبھی خدا کے کلام سے ہٹ کر اپنے ان ہادیوں اور پیشواؤں کو سمجھنے کی کوشش کی تو وہ جذبات عقیدت کی رو میں بہہ گئے' فکر صحیح سے بھی محروم ہوئے اور عمل و اخلاق کی بہترین زندگی بھی انہیں میسر نہ ہوگی۔

مندرجہ ذیل سطور میں حضرات انبیاءؑ علیہم السلام کی سیرت کا ایک خاص پہلو پیش کیا گیا ہے' وہ پہلو جسے قرآن حکیم نے خاص طور پر جگہ جگہ نمایاں کیا ہے اور اس سے نوع انسانی کو ہدایت کا ایک گراں قدر سبق دیا ہے۔ وہ پہلو ہے عبدیت و بندگی اور عجز و نیاز' انبیاءؑ علیہم السلام ہر آن اور ہر لحہ اپنے مالک حقیقی کی طاقت پر نظر رکھتے ہیں' اس کی طاقت کو اصل طاقت سمجھتے ہیں' اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں' اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ پیغمبران علیہم السلام کے پاس کسی قسم کی طاقت نہیں ہوتی' ان کے پاس خدائی طاقت کے غیر فانی خزانے ہوتے ہیں' ایسے خزانے نہیں جن کا خود پیغمبر کو علم نہ ہوتا ہو' بلکہ ایسے خزانے جن کا یقین و مشاہدہ پیغمبر کو بھی ہوتا ہے اور ان لوگوں کو بھی جو پیغمبر کو ایمان و بصیرت کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔

طاقت کی تفسیر یہ ہے کہ انبیاءؑ علیہم السلام کو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ خدا کی بارگاہ میں مقبول و منصور ہیں' اس لئے کائنات کی ساری قوتوں کا ان کے اشارے پر حرکت میں آنا یقینی ہے' خدا کے وعدوں میں انہیں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہوتا' انہیں اپنے ہادی اور مہدی ہونے کا بھی یقین ہوتا ہے اور ہر قسم کی کمزوریوں سے محفوظ اور معصوم ہونے کا بھی' لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ اپنے آپ کو ایک عاجز بندے کی طرح پیش کرتے ہیں' ان میں ایک محتاج بندے کی طرح بے قراری اور بے چینی پائی جاتی ہے' وہ ہر وقت خدا کے خوف کے احساس میں غوطہ زن رہتے ہیں۔ اس احساس و مزاج کی چند مثالیں قرآن کریم سے پیش کی جاتی ہیں:

پہلی مثال:

حضرت شعیب علیہ السلام نے جب مدین والوں کو حق کی دعوت دی تو مدین کے بڑے آدمیوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت ٹھکرا دی اور کہا:

''ہم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو
بستی سے باہر کر دیں گے' یا یہ ہو کہ تم لوگ
اپنے آبائی دین میں واپس لوٹ آؤ۔''

ملک بدر کرنے یا کفر اختیار کرنے کی دھمکی سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر ہم تمہاری دھمکی میں آ کر
دین حق چھوڑ دیں اور پھر کفر اختیار کر لیں
تو اس صورت میں ہم خدا تعالیٰ پر جھوٹ کا
بہتان باندھنے والے قرار پائیں گے۔''
''اور ہمارا کام نہیں کہ پھر آئیں
اس میں مگر یہ کبھی اللہ چاہے رب ہمارا۔''
(سورۃ اعراف)

یعنی ہمارے لئے نہ یہ بات ممکن ہے اور نہ ہمیں یہ بات لائق ہے کہ ہم ہدایت پر آنے کے بعد پھر گمراہی میں مبتلا ہو جائیں' البتہ اگر خدا تعالیٰ ہی کی مشیت یہ ہو تو اور بات ہے۔

ایک پیغمبر کے لئے ناممکن ہے کہ وہ کفر اختیار کرے' جب منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے ایک نبی کفر و شرک سے پاک رہتا ہے تو منصب

نبوت پر فائز ہو جانے کے بعد وہ کیسے اس تاریکی کی طرف لوٹ جاتا؟

پس اس جملے کے استعمال کی یہی توجیہ ہو سکتی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے دل میں خدا کی عظمت و بے نیازی اور اس کے مقابلے میں اپنی عبدیت و نیاز مندی کا زبردست احساس موجود تھا' ایسا احساس جس کی مثال انبیأ کے سوا دوسری جگہ ملنی مشکل ہے' اس جملے سے حضرت شعیب علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ میں پیغمبر ہوں' میرے لئے ممکن نہیں کہ میں کفر اختیار کروں' لیکن اتنا بڑا دعویٰ میں اپنی طاقت کے بل بوتے پر نہیں' خدا کے بھروسے پر کر رہا ہوں اور ایک نبی کی نظر ہمیشہ خدا ہی کی ذات پر ہوتی ہے۔

دوسری مثال:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبے کی تعمیر کے بعد دعا فرمائی:

''[illegible]

اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم پوجیں مورتیاں۔''

ابراہیم علیہ السلام توحید کے داعی اعظم تھے' انبیأ علیہم السلام میں یہ اسی خطاب سے پکارے جاتے ہیں' توحید کا داعی یہ دعا کر رہا ہے کہ مجھے بت پرستی سے بچا' کیا ابھی تک ابراہیم علیہ السلام بت پرستی سے بچے نہیں تھے؟ اور کیا زندگی کے کسی دور میں بھی ان سے بت پرستی کا ارتکاب ہوا تھا؟ نہیں! قطعاً نہیں ہوا' پھر یہ دعا کیسی؟

حضرت شاہ ولی اللہ نے اسی اشکال سے بچنے کے لئے ترجمے میں یہ رعایت رکھی ہے' فرماتے ہیں: ''دور دار مرا'' یعنی دور رکھنا مجھے۔ جس طرح بچانا تیرا ہی کام ہے' اسی طرح اس پر قائم رکھنا بھی تیری ہی عنایت پر موقوف ہے۔

اصل میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعا کرنی تھی اپنی اولاد کے لئے لیکن اگر صرف اولاد کے لئے دعا کرتے تو اس سے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام خود اپنی طرف سے مطمئن ہیں' خود بے نیاز ہیں؟ جو اس موقع پر اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں فرماتے۔

یہ صحیح ہے کہ ایک نبی کو کفر و معصیت کے ہر خطرے سے مطمئن ہونا چاہئے اور در حقیقت وہ ہوتا بھی ہے لیکن وہ اطمینان اسی درجے میں ہوتا ہے کہ نبی کی عبدیت و نیاز مندی اور توجہ الی اللہ میں فرق نہیں پڑتا اور یہی ان کی شان کا کمال ہوتا ہے کہ باوجود پورے اطمینان کے ہر وقت خدا پر نظر رکھتے ہیں' اس لئے استقامت کے ملتجی رہتے ہیں اور اپنے اس طرز عمل سے دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نبی معصوم ہوتا ہے' ضرور ہوتا ہے لیکن نبی کی صفت عصمت بھی خدا تعالیٰ ہی کی حفاظت و صیانت سے قائم رہ سکتی ہے۔ پس ان کے ماننے والوں کو بھی یہی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت ہی کو اصل عظمت سمجھیں' انبیأ علیہم السلام کے کمالات پر شیدا ہو کر کمالات کے حقیقی سرچشمہ (ذات حق) سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہ ہوں' اسی طریق کار سے ایمان کی حفاظت ہو سکتی ہے' ورنہ افراط و تفریط میں مبتلا ہو کر تباہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

تیسری مثال:

حضرت یوسف علیہ السلام زندگی کے آخری دور میں دعا فرماتے ہیں:

''اے رب! تو نے دی مجھ کو کچھ سلطنت اور سکھایا مجھ کو کچھ پھیر باتوں کا' اے پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں' موت دے مجھ کو اسلام پر اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں۔'' (سورۂ یوسف)

یوسف علیہ السلام کو جس ذات نے ظاہری شان و شوکت (ملک) اور باطنی دولت (تاویل احادیث) سے بھرپور نوازا' کیا وہ اسلام پر ان کا انجام بخیر نہ کرتا اور کیا انہیں آخرت کی زندگی میں نیک بندوں میں شامل نہ فرماتا' اگر نبی کو بھی اپنے انجام کی بہتری کا یقین نہیں ہو سکتا تو پھر کسے ہو سکتا ہے؟

یقیناً غلامی سے شہنشاہی کے مقام پر پہنچانے والے خدا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطمینان تھا کہ وہ انجام بھی اتنا ہی شاندار کرے گا جتنا شاندار اس نے آغاز یعنی دنیا کی زندگی کو بنایا ہے لیکن اس اطمینان و یقین کے باوجود بندگی و نیاز' افتقار و احتیاج کا یہ اعلان و اظہار اس لئے تھا کہ یہ اپنی جگہ ایک مستقل کمال ہے اور مستقل شان ہے جو ایک مقبول بارگاہ بندے کے مراتب کو بلندی سے انتہائی بلندیوں تک پہنچا دیتی ہے۔ نیز اس میں امت کے لئے یہ سبق ہے کہ جب ہم رسولان مقدس ہر آن اور ہر لمحہ بندگی اور عجز و نیاز ہی میں اپنا کمال سمجھتے ہیں تو تم بھی ہمیں حد بندگی سے آگے نہ بڑھانا اور ہم سے وہ معاملہ نہ کرنا جو خدائے قادر و قدیر سے کرنا چاہئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کا ایک اور مقام بھی ملاحظہ فرمائیے:

شاہ مصر کے سامنے جب مصر کی عورتوں نے

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر شہادت دی اور اپنے قصور کا اعتراف کیا تو اس موقع پر حضرت یوسف نے فرمایا:

''میں نے یہ تحقیق و تفتیش صرف اس لئے کرائی کہ میرے محسن عزیز مصر کو یہ معلوم ہوجائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی امانت میں خیانت نہیں کی۔''

حضرت یوسف نے اپنی برأت پر زور دیا اور بغیر تحقیق و تفتیش کے جیل خانے سے باہر آنے سے انکار کردیا' ان کی عصمت کا اسی طرح اعلان کرانا چاہئے تھا:

''اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو' جی تو سکھاتا ہے برائی مگر جو رحم کیا میرے رب نے' بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس کی کیا وجہ ہے؟ اگر ایک رسول پاکیزہ نفس اور پاکدامن نہیں ہوتا تو کون ہوتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ منصب نبوت کا تقاضا تھا کہ حضرت یوسف اپنی برأت کا کھلے بندوں اعلان کراتے۔ چنانچہ جب اعلان کرایا تو صفت عبدیت اور شان بندگی جوش میں آ گئی۔ خیال آیا کہ سننے والے یہ نہ سمجھیں کہ یوسف کو اپنی پاکدامنی پر ناز ہے' یوسف ازراہ شیخی معاملے کی تحقیق کرا کر اپنی ثقاہت کا اعلان کرنا چاہتے ہیں' یوسف کو اپنی ذات اور اپنے کردار پر بڑا بھروسا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی فرمایا:

''میں نہیں کہتا کہ میرا نفس پاک ہے' پاک وہی ہے جسے خدا پاک رکھے' خدا تعالیٰ کی رحمت خصوصی ہی ہے جو رسولوں کی عصمت و حفاظت کی کفیل بنتی ہے' یوسف کو اصل بھروسا اسی پر ہے' اگر منصب نبوت کا تقاضا نہ ہوتا تو شاید میں اس پر اصرار ہی نہ کرتا' کرم ہے اس غفور رحیم کا کہ اس نے ابتلاء میں یوسف کو ثابت قدم رکھا' اور آج حقیقت کھل کر سامنے آگئی۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے ان الفاظ پر بھی غور کیجئے:

''جس نے مجھے بنایا' وہی مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا' پھر جلائے گا اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے گا' میری تقصیر انصاف کے دن۔''

ایک پیغمبر اور قیامت کے دن مغفرت کی توقع کا اظہار' جس کے دم سے لاکھوں کی مغفرت ہو' ہزاروں ہدایت پا کر بخشش کے مستحق بنیں' وہ خود اپنی مغفرت کے لئے ان الفاظ میں محتاجی کا اظہار کرے' پھر دعا کے الفاظ میں ادب کی رعایت اس قدر کہ تمام الفاظ کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف اور بیماری کی نسبت اپنی طرف۔

مکمل مثال:

نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ساری زندگی اور زندگی کی تمام ادائیں اسی صفت عبدیت و افتقار کا روشن مظہر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے ہر گوشے میں شان عبدیت کی جھلک موجود ہے' یہاں تک کہ آپ کے اسی کمال نے حضرت حق سے یہ اعلان کرا دیا کہ یوں تو بندے میرے کروڑوں ہیں مگر ان میں بندہ کا لقب پانے کا اگر کوئی مستحق ہے تو وہ ہمارے آخری نبی ہیں: ''محمداً عبدہ ورسولہ۔''

اس شان بندگی کا وجد آفریں منظر دیکھنا ہو تو بدر کے میدان میں پھونس کی بنی ہوئی اس جھونپڑی کی طرف دیکھو' جس میں رحمت عالم اپنے کمزور مٹھی بھر غلاموں کے لئے دعا میں مصروف ہیں۔ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے' ارشاد ہے:

''بے شک ہم رسولوں کی اور مسلمانوں کی مدد کریں گے دنیا کی زندگی میں۔'' (القرآن الحکیم)

خاص طور پر آج کے دن کے لئے بھی مدد اور فتح کی پیشگوئی فرما دی گئی تھی:

''اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرا دیں تجھ کو اس زمین سے تاکہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس وقت نہ ٹھہریں گے وہ بھی تیرے پیچھے مگر تھوڑا۔''

(بنی اسرائیل)

اس وعدہ حق پر نبی کو یقین ہے' اپنے ساتھیوں کو اطمینان دلاتے ہوئے مدینہ سے باہر نکل کر ارشاد فرماتے ہیں:

''چلو خدا کی برکت و رحمت پر بھروسا کر کے اور خوشخبری سنو کہ خدا تعالیٰ نے دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر فتح یاب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور خدا کی قسم میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ قریش کے لوگ کہاں کہاں پچھڑے پڑے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر سورۃ انفال)

ختم نبوۃ

اس کے باوجود حالت کیا ہے؟ حضرت عمرؓ کا بیان سنئے' جو اس واقعے کے عینی شاہد ہیں:

''بدر کے میدان میں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب پر نظر ڈالی' وہ تین سو سے کچھ اوپر تھے' پھر مشرکین کے لشکر پر نظر ڈالی اور وہ ایک ہزار سے زیادہ تھے۔''

تعداد کا یہ فرق دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جھونپڑی میں تشریف لے گئے اور قبلہ رخ ہو کر دعا فرمائی' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر ایک چادر مبارک تھی اور ایک تہبند زیب تن فرمائے ہوئے تھے' دعا فرما رہے تھے:

''خداوندا! مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرما۔''

کبھی سجدے میں گر کر فرماتے:

''خداوندا! اگر تو نے اس قلیل لشکر اسلام کو ہلاک کر دیا تو روئے زمین پر کبھی تو پوجا نہیں جائے گا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر استغراق و محویت طاری رہی' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شانوں سے چادر مبارک پھسل گئی اور آپ اس عالم فانی سے بے خبر مشاہدۂ جمالِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے یہ التجا کرتے رہے۔

اتفاق کہئے یا الہام ربانی کا اشارہ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جھونپڑی میں تشریف لے آئے' دیکھا کہ آقا پر عجیب کیفیت طاری ہے' برداشت نہ ہو سکا' محبوب خدا اور اس قدر الحاح و زاری۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چادر اٹھائی اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شانوں پر رکھ دیا' حضرت عمرؓ کے الفاظ ہی ملاحظہ فرمائیے:

''ابوبکرؓ نے چادر اٹھائی اور کندھوں پر ڈال دی' پھر پیچھے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے اور عرض کیا: حضور! آپ نے اپنے رب سے کافی مناجات کر لی' پس خدا تعالیٰ ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔''

ظاہر کی آنکھیں بند کر کے تصور کی آنکھیں کھول لیجئے' غلام آقا سے چمٹے ہوئے ہیں اور تسلی دیتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ بس کیجئے سرکار' بہت دعا فرمالی' خدا تعالیٰ ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔

جو کیفیت آقا پر طاری تھی' وہی کیفیت یار غار صدیق اکبرؓ پر بھی طاری ہوگئی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مولا کے سامنے یہ فرمانا:

''اگر یہ مسلمان ہلاک ہوگئے تو پھر کبھی تیری بندگی نہیں کی جائے گی۔''

بظاہر ایک گستاخانہ جسارت معلوم ہوتی ہے' خدا تعالیٰ کی بندگی بھلا کس پر موقوف ہے؟ وہ تو قادر مطلق ہے' کیا وہ اپنی عبادت کے لئے ان ہی تین سو تیرہ کا محتاج تھا؟ معاذ اللہ! لیکن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا فرمایا؟ کیا یہی آدابِ بندگی ہے؟

جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت بندگی اور نازکی دو مختلف کیفیتیں طاری تھیں' بندگی نے جھکا دیا' ادائے ناز زبان مبارک سے گویا ہوئی کہ مولیٰ تیرے محبوب نے تیرہ سال کی محنت کے بعد یہ مٹھی بھر جماعت تیار کی ہے تاکہ تیرا نام بلند ہو' اگر یہ جماعت مٹ گئی تو پھر اتنی محنت کون کرے گا؟ کیونکہ وہ آزمائشی دور کس طرح واپس آئے گا؟ اور آج کی فتح کے بعد پھر کفر کی بڑھی ہوئی ہمت کیسے پست ہوگی؟

عام حالات میں اگر کوئی اپنی قربانی اور نیکی پر ناز کرے تو معتوب ہو جائے' لیکن یہ حق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل تھا کہ مولا کے حضور میں اتنی بڑی بات کہہ دیں۔

راقم نے اسی کو ''مقام ناز'' سے تعبیر کیا ہے۔

اب صدیق اکبرؓ کی حالت پر غور کیجئے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ جانا' ایک غلام کے ادب کا یہ کون سا طریقہ ہے؟ یہ تو گستاخی ہے؟

میں کہوں گا ٹھیک ہے' لیکن ابوبکرؓ اس وقت آقا کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں' آقا اپنے مولا سے ناز و محبت کے ساتھ پیش آ رہے ہیں اور ابوبکر صدیقؓ اپنے محبوب پر ناز و محبت سے قربان ہو رہے ہیں' آقا و غلام دونوں مقام ناز میں ہیں' راز و نیاز میں ہیں' جہاں قواعد و ضوابط کی پہنچ نہیں' قانون کی پرواز نہیں۔

بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ و زاری کی جو کیفیت طاری تھی' اس کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان یہ ہے:

''بدر کے روز گھڑ سوار ہم میں صرف حضرت مقدادؓ تھے' اس روز میں نے لشکر پر جو ایک نظر ڈالی تو دیکھا: ہم میں سے ہر شخص نیند میں مدہوش تھا' مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاگ رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے نماز میں مشغول تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری تھی' یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔'' (ابن کثیرؒ)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

بالآخر خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کی یہ پیشگوئی سناتے ہوئے پھونس کے خیمے سے باہر تشریف لائے:

''فوج کو شکست دی جائے گی
اور وہ پشت پھیر دیں گے۔'' (سورۂ قمر)

دین کے ہادی ہیں' خدا کی مرضیات کی آخری سند ہیں' اعلان کردیا گیا ہے کہ دین حق ان ہی کے اسوۂ پاک کا نام ہے' لیکن زبان پر اکثر اوقات یہ دعا ہے:

''اے دلوں اور آنکھوں کے
پلٹنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین
اور اپنی اطاعت پر جمادے۔''

جس کی استقامت پر خود خدا کو اتنا ناز ہو کہ وہ اعلان کردے:

''جس نے رسول کی اطاعت کی'
اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔''

وہ رسول ثبات و استقامت کی اس طرح دعا کرے' پھر غور کیجئے:

''اپنے مولا کی عظمت کے سامنے
اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا۔''

اس کی کتنی اچھی مثال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا میں ہے۔ جن کا وجود سراپا خیر و صلاح' جن کی کسی جسمانی یا ذہنی طاقت کا شر و فساد کی طرف مائل ہونا ناممکن' اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کفرونافرمانی' بداخلاقی اور ریاکاری ان کی طرف رخ کرے' معاذ اللہ' لیکن پھر یہ دعا کس قدر تواضع اور عجز ہے خدا کی بارگاہ کبریائی میں' پھر اس التجا پر غور کیجئے' جنہیں ساری کائنات کی ہدایت کی ذمہ داری سونپ کر بھیجا' وہ یہ درخواست کریں:

''مالک! ایک لمحے کے لئے مجھے
میرے حوالے نہ کیجئے۔''

اس دعا کے انداز کو بھی سامنے رکھئے:

''خداوندا! میں خود بھی تیرا بندہ ہوں' میرا باپ بھی تیرا بندہ تھا اور میری ماں بھی تیری بندی تھی' میری گردن تیرے ہی قبضے میں ہے' میرے اندر تیرا ہی حکم جاری ہے' میرے معاملے میں تیرے تمام فیصلے حق بجانب ہیں' یعنی میرے ساتھ جو کچھ تو کرتا ہے' صحیح کرتا ہے۔'' (احمد عن ابن مسعودؓ)

تسلیم و رضا' بندگی اور نیاز مندی کا اس طرح اظہار رب سے بڑے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے خدا تعالیٰ کو کس قدر پسند آیا ہوگا؟

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

سید و سرور محمد نورجاں
مہتر و بہتر شفیع عاصیاں

مرتبہ یہ تھا اور بندگی کا حال یہ تھا:

اندریں جا آفتاب انوری
خدمت ذرہ کند چوں چاکری
ایں ترا باور نیاید مصطفیٰ
چوں زمسکیناں ہمی جوید دعا

یعنی وہ آفتاب عالم تھے' مگر ذروں کی خدمت کرتے تھے' مراد ذروں سے صحابہ کرام ہیں' نیز کون باور کرسکتا ہے کہ وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم مساکین سے اپنے لئے دعا کرایا کرتے تھے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

☆☆............☆☆

حکومت: قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے

کروڑلعل عیسن (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل کروڑ کے امیر میاں محمد اکبر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لیہ کے مبلغ مولانا عبدالستار حیدری نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ پرویز اقبال میہراج سول عدالت کروڑ نے قادیانیوں سے ملی بھگت کرکے چک ۹۳ ٹی ڈی اے کروڑ کے چار ملزمان' جن کے اوپر دفعات ۲۹۵اے ۲۹۸سی کے تحت عرصہ دوسال سے مقدمہ چل رہا تھا' اور وہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس ایکٹ کے تحت اسلامی شعائر کے غلط استعمال کی وجہ سے سزا کے مستحق تھے مذکورہ جج نے لالچ اور طمع میں آکر ان تمام ملزمان کو بری کردیا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا جج ایک ہفتہ قبل تحصیل چنیوٹ سے تبادلہ کراکر کروڑ آیا اور سوائے قادیانیوں کے کیس کے اور کسی دوسرے مقدمہ کی شنوائی تک گوارا نہ کی اور قادیانیوں کے حق میں فیصلہ سنانے کے بعد فوراً تبادلہ کراکر چلا گیا۔ لہٰذا ہم حکومت وقت اور عدالتی سربراہان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس معاملہ کی تحقیق کی جائے تاکہ عوام کو مستقبل میں انصاف حاصل کرنے کے لئے عدالت کے جج صاحبان پر اعتماد رہے اور ملک کی عدالتوں کا وقار مجروح نہ ہو کیونکہ ملک کے آئین اور ۱۹۸۴ء کے ایکٹ کے تحت قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی عائد ہے اور اس کی سزا بھی متعین ہے۔ لہٰذا حکومت وقت کا فرض ہے کہ قادیانیوں کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیوں پر پابندی پر عملدرآمد کرائے اور انہیں قانون اور آئین کا پابند بنائے تاکہ ملک میں اس قسم کے واقعات کا مکمل سدباب ہوسکے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اقلیتی ارکان اسمبلی کی مکروہ مداخلت

مولانا محمد اکرم طوفانی

گزشتہ دنوں اقلیتی ارکان اسمبلی کے ایک مشاورتی اجلاس میں رائج اسلامی قوانین کے خلاف جس قسم کی ہرزہ سرائی کی گئی اس کو اسلامی ملک میں اسلام کے زریں اصولوں کے خلاف کھلی بغاوت سے تعبیر کیا جائے تو بے جانہ ہوگا اور ان حضرات کے ان ناپسندیدہ مطالبات پر خاموشی اسلام میں کسی طرح جائز نہیں ہے۔ لاہور کے حوالے سے اس خبر میں اقلیتی ارکان نے مطالبہ کیا کہ قانون شہادت اور توہین رسالت کی دفعات کو منسوخ کیا جائے' نیشنلائزڈ تعلیمی ادارے واپس کئے جائیں' قانون رسالت کی دفعات سیکشن ۲۹۵بی' ۲۹۵سی اور ۲۹۸بی' ۲۹۸سی کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے یا اور اس قسم کے کئی دیگر مطالبات کئے گئے جو سراسر انصاف اور عقل کے خلاف ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور دیگر علماً کرام نے اقلیتی ارکان کے ان مطالبات کو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں صریح مداخلت قرار دیتے ہوئے ان ارکان سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر اپنے اس طرز عمل پر مسلمانوں سے معافی مانگیں اور ہر تیسرے چوتھے ماہ ایسے بیانات دے کر مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے سے احتراز کریں' جبکہ یہ قوانین خود اقلیتوں کے لئے بھی مفید ہیں اور اس میں ان کا فائدہ بھی مضمر ہے۔

خدانخواستہ توہین رسالت کا کوئی کیس ہوا جائے تو مسلمان عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور سچ جھوٹ عدالتوں میں کھل کر سامنے آجاتا ہے' اور اگر یہ قوانین منسوخ کردیے گئے جیسا کہ اقلیتی ارکان اکثر اوقات مطالبہ کرتے رہتے ہیں' تو قانون کی عدم موجودگی میں مسلمانوں کے اندر نہ صرف اشتعال پیدا ہوگا بلکہ توہین رسالت کے ارتکاب کا ملزم مسلمانوں سے بچ نہ سکے گا' اس لئے کہ جب کوئی بات جو توہین رسالت پر مشتمل ہو معرض وجود میں آئے گی تو قانونی خلا کی وجہ سے مسلمان غازی علم الدین شہید کا کردار ادا کرنے کے لئے خود میدان میں آجائیں گے' اور وہ فریضہ جو حکومت پر عائد ہوتا ہے' خود ادا کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔

جب سے یہ قانون بنا ہے' اس وقت سے لے کر اب تک کسی ایک ملزم کو بھی اس قانون پر عمل کرتے ہوئے تختہ دار پر نہیں لے جایا گیا' بلکہ اس کے برعکس ان کو وی آئی پی بنا کر غیر ممالک میں پہنچادیا گیا' اس کے باوجود اقلیتی ارکان کا یہ مطالبہ کہ ان قوانین کو ختم کیا جائے ملک میں افراتفری اور بدامنی پھیلانے کی دعوت دینے کے مترادف ہوگا' پھر مسلمان تحریکی شکل میں یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اقلیتی فرقوں کی ذمی حیثیت تبدیل کی جائے اور ان کو حربی کافر قرار دیا جائے۔ اقلیتی ارکان اسمبلی اور اقلیتی فرقے پاکستان اور مسلمانوں کے مفادات کو ملحوظ رکھیں اور اپنے غیر ملکی آقاؤں کی طرح مغربی اور یورپی زبان استعمال کرنے سے پرہیز کریں۔ پاکستان میں انبیاً کرام علیہم السلام جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں' کی توہین کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

مسلمان جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے تحفظ کے لئے اپنے جان و مال کی قربانی دینا سعادت سمجھتے ہیں' اسی طرح دیگر انبیاً کی عظمت اور ناموس کی حفاظت بھی مسلمانوں کے نزدیک ایک اہم فریضہ ہے۔ اگر یہودیوں اور عیسائیوں نے دین و ایمان کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر اپنے نبیوں کی عظمت اور حرمت کو نظر انداز کردیا ہے تو ان کے اس مکروہ طرز عمل کو مسلمان اپنے لئے مشعل راہ بنانا زندگی کا عظیم جرم سمجھتے ہیں۔

اگر بالفرض اقلیتی فرقوں کے لئے اپنی زبان کو لگام دے کر پاکستان میں زندگی گزارنا مشکل ہے تو وہ پاکستان سے ہجرت کرکے اپنے مقبوضہ علاقوں میں چلے جائیں۔ پاکستان میں اقلیتوں میں سے صرف ان فرقوں کو رہنے کا حق ہے جو نہ صرف تمام انبیاً کرام علیہم السلام بلکہ خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و حرمت کا خصوصی خیال کریں اور اشارتاً بھی کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے توہین انبیاً کی بو آتی ہو۔

اس ملک میں رہنے والے غیر مسلموں کو مسلمانوں اور توہین رسالت کے قانون کی نہ صرف مخالفت چھوڑنی ہوگی بلکہ اس کی پاسداری بھی کرنی ہوگی' اور قانون شہادت کو بھی تسلیم کرنا ہوگا۔

اسلامی قوانین میں مداخلت کی اجازت کسی بھی صورت میں نہیں دی جائے گی۔ اقلیتوں کو چاہئے کہ وہ ''جیو اور جینے دو'' کی بین الاقوامی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے خود کو پاکستان کے سچے شہری ثابت کرنے کی کوشش کریں۔

اعمال کے اثرات

عبدالعلی اچکزئی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اعمال کے اثرات سے متعلق لکھتے ہیں:

''حق تعالیٰ شانہ نے انسانی سعادت و شقاوت کو اس کے اعمال سے وابستہ فرمایا ہے' ہر عمل پر اس کے مناسب ردعمل کا ظہور ہوتا ہے' بندوں کے جس قسم کے اعمال آسمان پر جائیں گے' ان ہی کے مناسب ان کے حق میں آسمان سے فیصلہ صادر ہوں گے' اعمال خیر پر خیر کے فیصلے آئیں گے اور اعمال شر پر دوسری نوعیت کے فیصلے ہوں گے' انفرادی اعمال پر افراد کے بارے میں شخصی فیصلے ہوں گے اور اجتماعی اعمال پر مجموعی طور پر قوم یا طبقے کے بارے میں فیصلے ہوں گے۔ اعمال کے اثرات و نتائج دنیا میں بھی رونما ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی ہوں گے' اچھے اعمال پر جس طرح اخروی سعادت مرتب ہوتی ہے' اسی طرح دنیا میں سعادت و کامرانی نصیب ہوتی ہے اور گندے اعمال پر آخرت کی شقاوت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی عذاب کی شکلیں نمودار ہوتی ہیں' نیک و بد اعمال کے پورے نتائج کا ظہور تو آخرت میں ہوگا' کیونکہ کامل جزا و سزا کے لئے قیامت کا دن تجویز فرمایا گیا ہے' لیکن بطور نمونہ کچھ نتائج یا کم از کم ان نتائج کی ہلکی سی جھلک دنیا میں بھی رونما ہوتی ہے تاکہ معاملہ بالکل ادھار پر نہ رہے' بلکہ کچھ تھوڑا سا نقد بھی دے دیا جائے۔'' (ماہنامہ بینات کراچی جلد ۵۰' محرام الحرام ۱۴۰۸ھ صفحہ ۲)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

''اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی و غفلت اور معاصی میں انہماک و جرأت' وہ ظاہر ہے' جہاں تک غور کیا گیا' اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمال حسنہ و سیئہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں' اس کی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔'' (جزاء الاعمال صفحہ ۲)

اس بات پر کتاب وسنت سے بے شمار آیات واحادیث شاہد ہیں کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزاو سزا واقع ہوگی' ایسے دنیا میں بھی بعض آثار ان کے وقوع پذیر ہوتے ہیں' ذیل میں کتاب وسنت سے اس بارے میں چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

قرآن کی رو سے:

۱:......ارشاد خداوندی ہے:

''بے شک جو لوگ کافر ہو چکے' برابر ہے ان کو ڈرایئے یا نہ ڈرایئے' وہ ایمان نہ لائیں گے' مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر' ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔''

ان آیات کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ کفر اور ہر گناہ کی اصل سزا تو آخرت میں ملے گی مگر بعض گناہوں کی کچھ سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے' پھر یہ دنیا کی سزا بعض اوقات یہ شکل اختیار کرتی ہے کہ اصلاح حال کی توفیق سلب ہوجاتی ہے' انسان آخرت کے حساب و کتاب سے بے فکر ہوکر اپنی نافرمانیوں اور گناہوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کی برائی کا احساس اس

اعمال کے اثرات

عبدالعلی اچکزئی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اعمال کے اثرات سے متعلق لکھتے ہیں:

''حق تعالیٰ شانہ نے انسانی سعادت و شقاوت کو اس کے اعمال سے وابستہ فرمایا ہے' ہر عمل پر اس کے مناسب ردعمل کا ظہور ہوتا ہے' بندوں کے جس قسم کے اعمال آسمان پر جائیں گے' ان ہی کے مناسب ان کے حق میں آسمان سے فیصلہ صادر ہوں گے' اعمال خیر پر خیر کے فیصلے آئیں گے اور اعمال شر پر دوسری نوعیت کے فیصلے ہوں گے' انفرادی اعمال پر افراد کے بارے میں شخصی فیصلے ہوں گے اور اجتماعی اعمال پر مجموعی طور پر قوم یا طبقے کے بارے میں فیصلے ہوں گے۔ اعمال کے اثرات و نتائج دنیا میں بھی رونما ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی ہوں گے' اچھے اعمال پر جس طرح اخروی سعادت مرتب ہوتی ہے' اسی طرح دنیا میں سعادت و کامرانی نصیب ہوتی ہے اور گندے اعمال پر آخرت کی شقاوت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی عذاب کی شکلیں نمودار ہوتی ہیں' نیک و بد اعمال کے پورے نتائج کا ظہور تو آخرت میں ہوگا' کیونکہ کامل جزا و سزا کے لئے قیامت کا دن تجویز فرمایا گیا ہے' لیکن بطور نمونہ کچھ نتائج یا کم از کم ان نتائج کی ہلکی سی جھلک دنیا میں بھی رونما ہوتی ہے تاکہ معاملہ بالکل ادھار پر نہ رہے' بلکہ کچھ تھوڑا سا نقد بھی دے دیا جائے۔'' (ماہنامہ بینات کراچی جلد ۵۰' محرام الحرام ۱۴۰۸ھ صفحہ ۲)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

''اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی و غفلت اور معاصی میں انہماک و جرأت' وہ ظاہر ہے' جہاں تک غور کیا گیا' اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمال حسنہ وسیئہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں' اس کی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔'' (جزاء الاعمال صفحہ ۲)

اس بات پر کتاب وسنت سے بے شمار آیات واحادیث شاہد ہیں کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزاو سزا واقع ہوگی' ایسے دنیا میں بھی بعض آثاران کے وقوع پذیر ہوتے ہیں' ذیل میں کتاب وسنت سے اس بارے میں چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

قرآن کی رو سے:

۱:......ارشاد خداوندی ہے:

''بے شک جو لوگ کافر ہو چکے' برابر ہے ان کو ڈرایئے یا نہ ڈرایئے' وہ ایمان نہ لائیں گے' مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر' ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔''

ان آیات کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ کفر اور ہر گناہ کی اصل سزا تو آخرت میں ملے گی مگر بعض گناہوں کی کچھ سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے' پھر یہ دنیا کی سزا بعض اوقات یہ شکل اختیار کرتی ہے کہ اصلاح حال کی توفیق سلب ہوجاتی ہے' انسان آخرت کے حساب و کتاب سے بے فکر ہو کر اپنی نافرمانیوں اور گناہوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کی برائی کا احساس اس

ختم نبوۃ

میں خرابی پھیل گئی' نہ خشکی میں امن وسکون رہا' نہ تری میں' روئے زمین کو فتنہ وفساد نے گھیر لیا' یہ سب اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بندوں کی بداعمالیوں کا تھوڑا سا مزہ دنیا میں بھی چکھا دیا جائے' پوری سزا تو آخرت میں ملے گی' مگر کچھ نمونہ یہاں بھی دکھادیں' ممکن ہے بعض لوگ ڈر کر راہ راست پر آجائیں۔

(تفسیر عثمانی ص:۵۴۴)

۲:...... یہی مضمون دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے:

"اور جو پڑے تم پر کوئی سختی وہ بدلہ ہے اس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ۔

(الشوریٰ:۴۲:۳۰)

یعنی جیسے نعمتیں ایک خاص اندازے اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں' مصائب کا نزول بھی خاص اسباب وضوابط کے ماتحت ہوتا ہے۔ مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے' اس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال وافعال ہوتے ہیں۔

علامہ محمود آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ اسی لئے بعض علماً نے فرمایا ہے کہ جو انسان کوئی گناہ کرتا ہے' وہ ساری دنیا کے انسانوں' چوپایوں' چرند پرند اور جانوروں پر ظلم کرتا ہے کیونکہ اس کے گناہوں کے وبال سے جو بارش کا قحط اور دوسرے مصائب دنیا میں آتے ہیں' اس سے سب ہی جاندار متاثر ہوتے ہیں' اس لئے قیامت کے روز یہ سب ہی گناہگار انسان کے خلاف دعویٰ کریں گے۔

(روح المعانی لآلوسی ادارہ الطباعۃ المنیریہ ۲۱:۴۸)

احادیث کی رو سے:

۱:...... ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تمہیں نیکی کا حکم کرنا ہوگا اور برائی سے روکنا ہوگا' ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنے پاس سے عذاب بھیجیں' پھر تم اس سے دعائیں کرو اور تمہاری دعائیں بھی نہ سنی جائیں۔"

یعنی دونوں باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی' یا تو تم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہو گے اور اگر تم اس فریضے کی انجام دہی سے غافل رہے تو اللہ تعالیٰ مختلف طرح کی سختیوں اور مصائب کی صورت میں تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا اور اس وقت تم ان سختیوں اور مصائب کے دفعیہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی' اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے عذاب اور مصائب دعا کی برکت سے ٹلنے کا احتمال رکھتے ہیں' لیکن امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ترک پر خدا کی طرف سے جو آفات و بلائیں نازل ہوتی ہیں' وہ دعا کے ذریعے ٹلنے کا احتمال نہیں رکھتیں کیونکہ ان کے دفعیہ کے لئے کی جانے والی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (مظاہر حق دار الاشاعت کراچی ۴۴:۶۵)

۲:...... "حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شرک کے علاوہ تمام گناہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے جس قدر چاہتا ہے بخش دیتا ہے' مگر ماں باپ کی نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا بلکہ اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو موت سے پہلے اس کی زندگی میں جلدی سزا دیتا ہے۔" (المستدرک الحاکم کتاب البر والصلۃ ص:۱۵۶ ج۴)

۳:...... "حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی گناہ اس بات کے زیادہ لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں بھی اس کی سزا دیں اور (مرتکب) کو آخرت میں بھی دینے کے لئے (اس سزا) کو اٹھا رکھے' ہاں دو گناہ بے شک اس بات کے لائق ہیں: ایک تو امام وقت کے خلاف بغاوت کرنا اور دوسرے ناتا توڑنا۔"

(سنن ابی داؤد' کتاب الادب باب فی النہی عن البغی)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ کسی اسلامی ملک کے سربراہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا اور ناتا توڑنا یعنی اپنے اعزاء واقرباء کے ساتھ بدسلوکی اور ان کے حقوق کی ادائیگی سے اعراض کرنا بڑا سخت گناہ اور نہایت سنگین بات ہے' چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ ان دونوں گناہوں کے مرتکب کو محض آخرت میں عذاب نہیں دیا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے میں جلدی کرے گا' بایں طور کہ ان کو دنیا میں بھی اپنے گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی' گویا ایسے لوگ نہ دنیا میں چین پاسکتے ہیں اور نہ آخرت میں' یہاں بھی سزا پائیں گے' خواہ اس کی صورت کچھ ہی ہو اور وہاں بھی عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ (مظاہر حق جدید

ختم نبوۃ

باب البروالصلۃ ص۵۲۲ ج۴)

۴:......''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو' اور اللہ پاک نے مومنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا' اور فرمایا: اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو' میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں' اور فرمایا: اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں' پھر ذکر کیا ایسے مرد کا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گردوغبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے: اے رب! اے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے' پھر اس کی دعا کیوں قبول ہو۔'' (صحیح مسلم' کتاب الزکوٰۃ باب بیان ان اسم الصدقۃ علی کل نوع من المعروف)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حرام کمائی سے ایک مسلمان کی زندگی پر دوسرے اثرات کے مرتب ہونے کے علاوہ یہ اثر بھی مرتب ہوتا ہے کہ اس کی دعا رد ہوتی ہے' کیونکہ حرام کمائی باری تعالیٰ کی جناب سے بعد اور دوری پیدا کردیتی ہے اور اس طرح اس کی دعا رد ہوتی ہے جب کہ اکل حلال سے دعا مستجاب ہوتی ہے۔

۵:......''حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے مہاجرین! جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کردیے جاؤ اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان باتوں کو پاؤ' پہلی بات تو یہ ہے کہ جب کسی قوم میں فحاشت علانیہ ہونے لگ جائیں تو ان میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہوجاتی ہیں جو پہلے کبھی پیدا نہ ہوئی تھیں' دوسری بات یہ ہے کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر قحط اور سختیاں نازل ہوتی ہیں' بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں' تیسری بات یہ ہے کہ جب لوگ زکوٰۃ دینا چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے' اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا' اور جب لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمنوں کو مسلط کردیتا ہے' تو وہ ان کا مال وغیرہ سب کچھ چھین لیتے ہیں' اور جب مسلمان حکمران اللہ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرا قانون اپنالیں اور احکام خداوندی میں سے کچھ لیتے اور کچھ چھوڑتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف پیدا فرمادیتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجہ' ابواب الفتن' باب العقوبات)

۶:......اسی قسم کی ایک اور روایت ''موطا امام مالک'' میں موجود ہے جو درج ذیل ہے:

''جس قوم میں خیانت عام ہوجاتی ہے' اس کے دل میں رعب ڈال دیا جاتا ہے' جس قوم میں زنا عام ہوجاتا ہے' ان میں اموات کثرت سے واقع ہونے لگتی ہیں' جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے' ان کا رزق بند کردیا جاتا ہے' جو حق کے خلاف فیصلہ کرتی ہے' اس میں خونریزی عام ہوجاتی ہے اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے' ان پر دشمن کا تسلط ہوجاتا ہے۔'' (موطا امام مالک' کتاب الجہاد' باب ماجاء فی الغلول)

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا دلائل کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس دنیا میں اور خاص کر ہمارے موجودہ معاشرہ میں ہم پر جو مصائب و آفات نازل ہوتی ہیں' ان کا حقیقی سبب یہ نہیں ہمارے گناہوں کا پورا بدلہ دیا جاتا ہے اور نہ ہی ہر گناہ پر مصیبت و آفات نازل ہوتی ہیں بلکہ بہت سے گناہوں کو تو معاف کردیا جاتا ہے' بعض بعض گناہوں پر ہی گرفت ہوتی ہے اور آفت و مصیبت بھیج دی جاتی ہے' اگر ہر گناہ پر دنیا میں مصیبت آیا کرتی تو ایک انسان بھی زمین پر زندہ نہ رہتا' اس لئے ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ حقیقی معنوں میں ہر قسم کے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور آئندہ کی زندگی ایک صحیح اور کامل مسلمان کی حیثیت سے گزاریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے دنیوی اور اخروی عذاب اور آفات سے محفوظ رکھیں۔

☆☆......☆☆

معاشرہ کی تشکیل میں والدین کا کردار

مولانا محمد جسیم الدین

حرف اول:

اللہ تعالیٰ کی اس سرزمین پر انسان کو "اشرف المخلوقات" بنا کر بھیجا گیا ہے' اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے رب کی اطاعت وفرمانبرداری کے دائرے میں رہ کر اپنے دنیوی معاملات' خواہ اقتصادی ہوں یا سیاسی' اجتماعی ہوں یا انفرادی' علمی ہوں یا ثقافتی' ہر میدان میں مفید اور موثر ذرائع اختیار کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم بھی دیا اور عملی نمونہ بھی پیش کیا' آپ کی ذات والا صفات نے اپنے افعال و اعمال اور اخلاق و کردار کا جو مقدس اور ابدی نمونہ چھوڑا ہے' وہ تا قیامت آنے والی نسل کے لئے اخلاقی' دینی' سیاسی' اقتصادی' ثقافتی' انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تنظیم وتعمیر میں کلیدی کردار ادا کرے گا' اور ہر خطے میں اسوۂ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) صالح معاشرے کی تشکیل کے لئے خشت اول کی حیثیت رکھے گا۔

صالح معاشرے کی تشکیل کیلئے میدان عمل:

اجتماعی نقطۂ نظر سے اسلامی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل کے لئے کیا جانے والا عمل ہر دور اور ہر جگہ میں تین دائروں میں منقسم رہا ہے:

۱:...... پہلا دائرہ گھریلو زندگی کا ہے جس کی ذمہ داری والدین اور گھر کے بڑوں پر عائد ہوتی ہے' جس میں سب سے مقدم "باپ" ہوتا ہے اس کے بعد "ماں" ہوتی ہے' جو در اصل گھر کی حقیقی نگراں اور تمام امور کی دیکھ بھال کرنے والی ہوتی ہے' بچے کی پہلی تربیت گاہ جہاں اس کی شخصیت کی ابتدائی تعمیر و تشکیل ہوتی ہے' یہی گھریلو زندگی ہے' یہیں سے اس کے اندر اسلامی عقائد و خیالات اور اخلاقی قدروں کی محبت جاگزیں ہوتی ہے اور یہ سب کچھ والدین کی سرپرستی میں ہوتا ہے۔

۲:...... دوسرا دائرہ مدرسہ کا ہے' جب بچہ نشوونما کے ابتدائی مرحلے سے گزر جاتا ہے اور اس کی شخصیت کے ابتدائی خط و خال ابھر آتے ہیں تو وہ مدرسہ کی چہار دیواری میں قدم رکھتا ہے' پھر وہاں اسے زندگی کے حقائق و مسائل کی شُدبُد حاصل ہوتی ہے اور وہ تمام چیزیں سیکھتا ہے' جس کا مستقبل کی زندگی سے گہرا تعلق ہوتا ہے' یہیں پر اس کی تربیت اور شخصیت کی تعمیر و تشکیل پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے۔

۳:...... تیسرا دائرہ عام اجتماعی مسائل کا ہے جسے معاشرتی دائرہ بھی کہہ سکتے ہیں' اس میں انسان اس وقت داخل ہوتا ہے' جب مدرسہ سے فارغ ہو جاتا ہے' یہاں تہذیب و معاشرہ کے مسائل سے دوچار ہوتا ہے اور انہیں قریب سے دیکھتا ہے' عمل کے میدان سے گزرتا ہے' تجربات و مشاہدات کے مراحل سے گزرتا ہے یہاں تک کہ اس کی شخصیت اس میں گھل مل جاتی ہے' بلکہ اس میں ڈھل جاتی ہے' حتی کہ وہ معاشرہ کی عظیم عمارت کی ایک اینٹ بن جاتا ہے۔

بچے کی تربیت کا اہم میدان: گھریلو ماحول:

تربیت کے مذکورہ تینوں دائروں میں سب سے زیادہ متاثر کرنے والا اور صلاحیتوں کو پروان چڑھانے والا گھریلو ماحول کا دائرہ ہے' جس کی نگرانی والدین کرتے ہیں' ماں براہ راست اس میں دخل انداز ہوتی ہے اور باپ جو کہ پورے خاندان کی کفالت کرتا ہے' وہی اس کی نگرانی کی اساس اور اصل روح ہوتا ہے' یہ روح اس ابتدائی مرحلے میں پورے طور پر جاری وساری ہوتی ہے' بچہ اسی مرحلے میں اس نرم گندھی مٹی کی طرح ہوتا ہے جسے انفرادیت اور اجتماعیت کے کسی قالب میں ڈھالا جاسکتا ہے' جس طرح کمہار نہایت صفائی اور کاریگری کے ساتھ گندھی ہوئی مٹی سے مختلف قسم کے کھلونے اور برتن بناتا ہے۔ بچے کی اسی اٹھان اور صلاحیت کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث پاک میں اشارہ فرماتے ہیں:

''ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے ماں باپ اسے مجوسی' یہودی اور نصرانی بناڈالتے ہیں۔''

بچوں کی اس عمر کی اسی اہمیت کے پیش نظر حدیث پاک میں جگہ جگہ بچے کی تربیت اور تادیب و تنبیہ اور نماز سے غفلت برتنے پر زجر وتوبیخ کی تاکید آئی ہے اور وہ بھی عام طور سے اسلام کے کسی خاص حکم کے ساتھ' تجربات ومشاہدات بھی بتاتے ہیں کہ بچپن میں جس کی نماز کی عادت پڑ گئی' وہ زندگی بھر نماز کا پابند رہا۔

بچہ بچپن کی ہر بات کو قبول کرتا ہے:

بچے کی طبیعت اور اس کی نفسیات اپنے گھریلو ماحول میں اردگرد کے واقعات' والدین کی نقل و حرکت اور اہل خانہ کے اعمال وافعال سے بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے' اس کی اولین کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ دیکھ سن رہا ہے' اسے سمجھے اور جس کو پسند کرتا ہے اس کی نقالی کرے' کیونکہ وہ اس دنیا میں نیا ہوتا ہے' اپنے اردگرد کی تمام چیزوں کو زندگی میں پہلی بار دیکھتا ہے اور کائنات کے رنگارنگ مظاہر اور گوناگوں مناظر سے غایت درجہ دلچسپی لیتا ہے' اپنے والدین کی محبت و نگرانی کے سائے تلے ان مظاہر ومناظر کا مشاہدہ اور مطالعہ کرتا ہے' ان کی باتوں کو سنتا ہے اور نئی زندگی کے متعلق ان کی ہدایت وتوجیہات کو قبول کرتا ہے' ان کے افعال واعمال اور اخلاق وکردار کے ساتھ اپنے آپ کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اہل بصیرت اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت اور زندگی کے اس نازک مرحلے میں اس کی اسلامی شخصیت کی تعمیر و تشکیل پر جو توجہ صرف کرتے ہیں' اس کا راز بھی یہی ہے کہ بچہ اس مرحلہ میں آسانی کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلنے لگتا ہے' اسے جس راہ میں لگایا جاتا ہے' لگ جاتا ہے' سوائے اس صورت کے کہ اس کی نفسیات وعقلیات کے سمجھنے میں غلطی ہو۔

کیونکہ جو بات بچے کی محدود عقل سے بالاتر یا اس کے طبعی قویٰ سے میل نہ کھاتی ہو' اس سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوتے' بلکہ بسا اوقات بچے کی طبیعت پر اس کے الٹے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کا ذہن بغاوت وسرکشی پر آمادہ ہو جاتا ہے' اب اگر بچپن میں ان کی کھل کر مخالفت نہ کر سکا' تو جب سن شعور کو پہنچے گا اور ان کی گرفت سے آزاد ہوگا' تو اعلانیہ کھلم کھلا ان کی مخالفت کرے گا اور گھریلو ماحول میں جو کچھ بھی سکھایا' پڑھایا گیا تھا' اس پر پانی پھیر دے گا' نتیجتاً والدین کی تمام محنتیں اور مشقتیں رائیگاں جائیں گی' لہٰذا بچوں کو مخاطب کرتے وقت ان کی محدود عقل و فہم کا پورا لحاظ رکھنا چاہئے' کیونکہ اس عمر میں ان کے اندر پیچیدہ اور الجھے ہوئے مسائل کے سمجھنے کی صلاحیت کا فقدان ہوتا ہے۔

بچوں کی تربیت میں ماں کی اہمیت:

ماں بچے کی صحیح پرورش اور اس کے اخلاق سدھار میں باپ سے زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے' کیونکہ ماں' بچے کی فطری ضروریات اور مسائل سے زیادہ باخبر ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ بچے کو زیادہ سے زیادہ آرام وسکون بھی پہنچاتی ہے' بچہ دیکھتا ہے کہ ماں اس کی راحت وآسائش اور اس کی طفلی خواہشات وجذبات کا سب سے زیادہ خیال رکھتی ہے اور وہی اس سے سب سے زیادہ شفقت ومحبت رکھتی ہے' اس لئے اس کی نظر میں ماں کی شخصیت بہت عظیم ہوتی ہے' وہ اس کی باتوں کو قبول کرتا ہے اور اس کی پوری زندگی پر ماں کی سحر انگیز شخصیت کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ تاریخ کی بہت سی اہم شخصیات کی تعمیر وتشکیل میں جہاں اور عناصر وعوامل کا ذکر کیا گیا ہے' وہیں ان کی ماں کی بے پناہ مامتا ومحبت اور اس کی مشفقانہ تربیت ورہنمائی کا بھی خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے۔

ہر مرد کے پیچھے ایک عظیم عورت کا ہاتھ ہوتا ہے:

معاشرہ کی ثقافتی اقدار وروایات کے تحفظ اور اس کی دیکھ بھال میں ماں کا اہم کردار ہوتا ہے' وہ گھر کی بے تاج ملکہ ہوتی ہے اور پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ گھر ہی میں دراصل انسانوں کی وہ نسل تیار ہوتی ہے' جو مستقبل میں زندگی کی باگ ڈور سنبھالتی ہے' ہندوؤں کے گھروں کے بارے میں ارباب نظر کہتے ہیں کہ ان کی عورتوں نے اپنی ہندی زبان کو سنبھالے رکھا' وہ جو کچھ بولتی اور لکھتی تھیں' ہندی ہی زبان میں بولتی اور لکھتی تھیں' چنانچہ اسلامی حکومت کے سقوط کے بعد جب ان گھروں میں پلنے والے افسران نے زمام حکومت سنبھالی تو چند ہی دنوں میں ان کی زبان تروتازہ اور عناصر زندگی سے بھرپور دوبارہ لوٹ آئی' اسلامی تاریخ میں بھی مسلم ماؤں نے بڑا شاندار کردار ادا کیا ہے' چنانچہ اگر بڑی بڑی اسلامی شخصیات کا جائزہ لیا جائے تو وہاں بھی ایک پختہ عزم ویقین کی مالکہ اور راسخ العقیدہ مومنہ کا ہاتھ نظر آتا ہے۔

والدین اپنے بچوں کو کیا سبق دیں؟

بچوں کو سنسنی خیز' عجیب وغریب اور دلچسپ کہانیاں سننے کا بے حد شوق ہوتا ہے' ہوشیار والدین بچوں کی اس فطری خواہش کو ان کی دینی اور اسلامی تربیت اور اخلاقی اقدار وتصورات کی تعمیر وتشکیل کے لئے استعمال کرتے ہیں' اس سلسلے میں انبیاء کرام' مجاہدین اسلام' مسلم فاتحین وسلاطین اور اولیاء

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اللہ کے حالات و واقعات بہت مفید ہو سکتے ہیں' اسی طرح والدین کو چاہئے کہ بچوں کے سامنے کوئی ایسا کام نہ کریں' جس سے اس کی نظر میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کی اہمیت کم ہو جائے' والدین کو ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ بچے کا ذہن اس صاف و شفاف سادہ ورق کی طرح ہے جس پر کچی ہوئی تحریر کا بھی عکس اتر آتا ہے' خواہ تحریریں اچھی ہوں یا بری' اسی طرح والدین کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ بچہ دوسروں کی برائیوں اور بداخلاقیوں کو دیکھنے نہ پائے اور اگر اس طرح کا کوئی موقعہ آجائے تو اسے سمجھائیں اور اسے یہ باور کرائیں کہ اس کو اختیار کرنے سے اخلاقی معیار گر جاتا ہے' ایسے لوگ معاشرہ میں اچھی نظروں سے نہیں دیکھے جاتے اور نہ ہی ان کا یہ کام قابل تقلید ہوتا ہے۔

مغربی تہذیب کا ایک المیہ:

یہاں پر ایک خاص چیز قابل توجہ ہے' وہ یہ کہ آج کی جدید مغربی تہذیب و تمدن نے دنیا کے بہت سے معاشروں کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے' جس کے نتیجے میں ان معاشروں کے افراد کی زندگی گوناگوں مسائل میں الجھ کر رہ گئی ہے' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ والدین کو بچوں کی تربیت اور مناسب دیکھ بھال کی فرصت ہی نہیں ملتی' وہ ہر وقت روزی' روٹی کی فکر میں لگے رہتے ہیں' روزانہ صبح سویرے گھر سے رزق کی تلاش و جستجو میں نکل جاتے ہیں اور اپنے عزیز کے احوال و افعال و اعمال اور اخلاق اقدار سے صرف نظر کر لیتے ہیں' جس کا ثمرہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہماری ترجمانی کرنے والا اعلیٰ اخلاقی قدروں سے محروم اور تہذیب و تمدن سے عاری رہ جاتا ہے' اس لئے والدین کو چاہئے کہ ان کے رجحانات و نظریات کو ضرور پرکھیں اور اس کی مکمل رعایت کریں۔

سب سے پہلے دینی تعلیم کی ضرورت:

آج بہت سے والدین اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم کی غرض سے ابتدا ہی سے ایسے اسکولوں میں داخل کردیتے ہیں' جہاں کا ماحول دین سے بیزار ہوتا ہے اور گھر پر بھی اپنے لاڈلوں کی دینی تعلیم اور اسلامی تربیت کی فکر نہیں کرتے' ان کے لئے کتنی بڑی محرومی کی بات ہے کہ کل وہ بچے بڑے ہوں گے' ذمہ دار ہوں گے' صاحب اولاد ہوں گے' لیکن اسلام کے تقاضوں سے ناواقف اور اخلاقی اقدار سے محروم ہوں گے' اور یہی دشمنان اسلام کی اولین خواہش ہے۔

اعدائے اسلام کی سازش:

دشمنان اسلام' نونہالوں کے اخلاق و عقائد کے بگاڑنے اور انہیں اسلامی شریعت سے برگشتہ کرنے کی نت نئی سازشیں کررہے ہیں اور ریڈیو' ٹیلی ویژن' ڈش انٹینا' اور فحش لٹریچر کے ذریعے ان کے اخلاق و کردار کو برباد کرنے کی انتھک کوشش کررہے ہیں' ایسی صورت میں مسلمان ماں باپ کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی دینی تربیت کی فکر کریں' اور انہیں ضائع ہونے سے بچائیں' اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ انسان' جن کا ذمہ دار اور رکھوالا ہے انہیں ضائع کردے' یعنی ان کی تربیت نہ کرے'' بھلا اس سے بڑھ کر ضائع کرنا کیا ہوگا؟ اور اس سے زیادہ خطرے اور نقصان کی بات کیا ہوگی؟ کہ بچوں کے دلوں میں انحراف اور زیغ و ضلال پیدا ہو جائے اور وہ راہ راست سے ہٹ کر اسلام کی مخالفت شروع کردیں' ان کا دل' عقل' قوت فکر اور اخلاق برباد ہو جائیں' لہٰذا والدین کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی اور اخلاقی تربیت کریں۔

حرف آخر:

اسلام ہی ایسا عالمگیر مذہب اور مکمل دین ہے' جس کا ہر پہلو روشن ہے' جس میں تعلیم و تربیت کا بہترین نظام ہے' جس کو اپنائے بغیر انسان صالح معاشرے کی تشکیل میں موثر کارنامہ انجام نہیں دے سکتا۔ (اس لئے اسے اپنانا وقت کی اہم ضرورت ہے)۔

قادیانیوں کو احمدی کہنا اسلام سے بغاوت ہے
ان کو قادیانی یا مرزائی کہنا چاہیے

جو مسلمان قادیانیوں کو احمدی کہتا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی اور گستاخ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر میرا نام ''محمدؐ'' اور آسمان پر ''احمد'' ہے۔ لہٰذا احمدی اور محمدی صرف ہم مسلمان ہیں۔ قادیانی مرتد' بے ایمان اور کافر ہیں' نہ کہ ''احمدی''۔

لٹریچر مفت — دفتر ختم نبوت لکڑ منڈی — سرگودھا فون: 710474

ختم نبوت

غیبت کی حقیقت

عبدالسبحان

"غیبت" اگرچہ عربی لفظ ہے لیکن ہر خاص و عام اس کا مفہوم سمجھتا ہے اور روزمرہ کی گفتگو میں اسے استعمال کرتا ہے۔ لطف یہ کہ اسے کوئی بھی فرد انسانی اچھا نہیں سمجھا۔ غیبت سے قرآن حکیم نے بھی بہت سختی سے منع کیا ہے۔ ایک مقام پر اس کی مذمت تمثیل کے ذریعے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"(اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے) کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ تم اس کو ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

(الحجرات)

شیخ الاسلام حافظ ابن قیمؒ نے اس آیت سے متعلق چند نکات لکھے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱:...... "آیت مبارکہ میں غیبت کرنے کو مرے ہوئے بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے، جس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جو شخص پیٹھ پیچھے اپنے مسلم بھائی کی عزت کو داغدار کرتا ہے، اسے یوں سمجھئے کہ جیسے کسی کے بھائی کی روح موت کے سبب نکل چکی ہو اور وہ کاٹ کاٹ کر اس کا گوشت کھاتا ہو۔

۲:...... جس کی کسی مجلس میں غیبت کی جارہی ہے، چونکہ غیر موجودگی کی وجہ سے وہ اپنا دفاع نہیں کرسکتا، اس لئے اسے ایسا ہی سمجھو کہ جیسے کوئی مردے کا گوشت کاٹے اور وہ اپنا دفاع نہ کرسکے۔

۳:...... اخوت کا تقاضا تو بھائی چارہ اور ہر طرح کی غمخواری و ہمدردی کا مظاہرہ تھا، لیکن غیبت کرنے والے نے برائی، غیبت جوئی اور طعن و تشنیع کے ذریعے اس کے برعکس کیا، گویا بھائی کی بھائی کے ذمہ ہر طرح کی حفاظت و صیانت تھی، مگر اسی نے اس کا گوشت کاٹ کر اپنے احساس ذمہ داری کو ختم کرتے ہوئے اس کے خلاف عملی ثبوت پیش کیا۔

۴:...... غیبت کرنے والا برائی و عیب جوئی کرکے اپنے خیال میں بہت ہی لطف اندوز ہوتا ہے، اس کی مثال یوں دی گئی ہے جیسے کوئی مردہ بھائی کا گوشت کاٹ کر کھانے سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

۵:...... غیبت کرنے والا چونکہ اس کے ذریعہ لطف اندوز ہوتا ہے، اس لئے کوئی اگر صرف غیبت کرتا ہے تو یوں سمجھئے کہ مردار کے گوشت کھانے میں لطف حاصل کرتا ہے۔

الحاصل خدا نے ایک معقول شے کو محسوس سے تشبیہ دے کر یہ سمجھا دیا کہ جس طرح مردار گوشت سے ہر ایک کو شدید نفرت ہوتی ہے، اس سے کہیں زیادہ غیبت سے نفرت ہونی چاہئے، اسی لئے عقل، فطرت اور حکمت کا تقاضا ہے کہ مردار کے گوشت کھانے سے بھی زیادہ نفرت غیبت سے ہونی چاہئے۔" (تفسیر ابن قیم صفحہ ۴۴۲)

ابوالحسنات مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے بھی حرمت غیبت کی دو عجیب وجوہ لکھی ہیں:

۱:...... "جس طرح کسی کا گوشت کھانے سے اس کی نہایت تذلیل ہوتی ہے، اسی طرح غیبت میں بھی اس کی نہایت عزت ریزی ہوتی ہے، لہٰذا جب کسی نے غیبت کی تو اس کو اتنا ذلیل کیا گویا اس کا گوشت کھایا۔

۲:...... جس طرح آدمی کا مردار

گوشت کھانا طبیعت کے بہت ہی خلاف معلوم ہوتا ہے اور ہر شخص اس سے پرہیز کرتا ہے اسی طرح غیبت بھی بری چیز ہے لہٰذا ہر شخص کو لازم ہے کہ غیبت سے اپنی زبان بند کرے اور اپنے نفس کو روکے۔"

(زجرالشان صفحہ ۷۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد احادیث میں غیبت سے منع فرمایا ہے۔

"غیبت گناہ میں زنا سے بڑھ کر ہے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا میں فقط رحمٰن کی مخالفت اور شیطان کی متابعت ہوتی ہے اور غیبت میں دو امر ہیں: ایک اللہ کی مخالفت' دوسرے جس کی غیبت کی ہے اس کو تکلیف دینا۔ یوں کہئے کہ ایک ہیں حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ حقوق اللہ توبہ سے معاف ہوسکتے ہیں لیکن حقوق العباد میں جب تک دوسرا بندہ دل سے معاف نہ کرے' معافی نہیں ہوسکتی۔ غیبت بھی حقوق العباد میں سے ہے جسے خدا بھی معاف نہیں کرتا' جب تک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے وہ معاف نہ کردے' لہٰذا زنا سے زیادہ اس کا جرم سنگین ہوا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"جس شخص نے دنیا میں اپنے کسی بھائی کا گوشت کھایا (غیبت کی) تو اسے آخرت میں اس کے بھائی کا گوشت پیش کرتے ہوئے کہا جائے گا کہ جس طرح تو نے دنیا میں اس کا گوشت کھایا' اسی طرح اب بھی اس کا گوشت کھا۔ غیبت کرنے والا جب اس گوشت کو منہ میں رکھے گا تو نہایت برا منہ بنائے گا اور رسوا ہوگا۔"

(زجرالشان صفحہ ۸۲)

حضرات صحابہؓ اور اسلاف امتؒ نے اس فعل شنیع سے جس قدر نفرت دلائی ہے' ذیل میں ان کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں:

"جو غیبت سے توبہ کر کے مرا' وہ سب سے بعد میں جنت میں جائے گا اور جو شخص بلا توبہ مرا' وہ سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔" (زجرالشان ص:۸۲)

حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں:

"اے انسان! تو اپنے اوپر خدا کے ذکر کو لازم کر کیونکہ وہ شفا ہے اور غیبت سے بچ کیونکہ یہ بیماری ہے۔"

(زجرالشان ص:۸۲)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں:

"جس طرح آدمی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے کراہیت کرتا ہے' اسی طرح واجب ہے کہ غیبت سے اپنے آپ کو روکے اور جہنم میں نہ جھونکے۔" (زجرالشان ص:۸۲)

حضرت زین العابدین علیؓ نے ایک شخص کو غیبت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

"اپنے آپ کو غیبت سے بچا کیونکہ یہ کتوں کا سالن ہے۔"

(زجرالشان ص:۸۵)

حضرت ابوقلابہؒ نے ایک موقع پر فرمایا:

"غیبت کی وجہ سے انسان کا دل ہدایت سے ہٹ جاتا ہے اور ویرانے میں تبدیل ہوجاتا ہے۔"

(منہاج العابدین ص:۱۱۲)

منقول ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کو کسی نے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے' تو آپؒ نے غیبت کرنے والے آدمی کو کھجوروں کا ایک تھال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا کہ سنا ہے آپ نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں' تو میں نے ان کا معاوضہ دینا بہتر جانا۔ (منہاج ص:۱۱۰ ج:اول)

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے سامنے کسی نے غیبت کا ذکر کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کی غیبت کرنا درست جانتا تو اپنی ماں کی غیبت کرتا کیونکہ میری ماں سب سے زیادہ میری نیکیوں کی مستحق ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حاتم اصمؒ کی نماز تہجد فوت ہوگئی' تو آپؒ کو آپ کی بیوی نے عار دلائی۔ آپؒ نے جواب دیا کہ گزشتہ شب ایک جماعت ساری رات نوافل میں مصروف رہی ہے اور صبح انہوں نے میری غیبت کی ہے تو ان کی اس رات کی عبادت قیامت کے روز میرے اعمال کے ترازو میں رکھ دی جائے گی۔ (منہاج العابدین للغزالیؒ ص:۱۱۰)

غیبت کرنے والوں کو کتوں سے تشبیہ دینے کی غالباً وجہ یہ ہے کہ غیبت کرنا مُردار بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ ظاہر ہے کہ مُردار کا گوشت کھانا اور ہڈیاں چبانا کتوں کا کام ہے' لہٰذا غیبت کرنے والے کتوں کے مثل ہوئے کیونکہ اگر آدمی ہوتے تو ان میں آدمی کی صفت ہوتی اور انسانی حیا ان میں پائی جاتی اور وہ کسی کی غیبت نہ کرتے نہ کسی پر طعن کرتے۔

☆☆.........☆☆

میدان مباحثہ اور قادیانی گروہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری تگ و دو کاغذی پتنگ بازی تک محدود تھی' انہوں نے علمائے امت کو للکارنے اور پھر قادیانی کے "بیت الفکر" کے گوشہ عافیت میں پناہ گزیں ہوجانے کا فن بطور خاص ایجاد کیا تھا۔ مرزا صاحب کی اس حکمت عملی سے مباحثہ کی اول تو نوبت ہی نہ آتی' اگر مرزا صاحب کی بدقسمتی سے اس کا موقع آ ہی جاتا تو ان کی شکست وناکامی ہی "فتح مبین" کا بروز اختیار کرلیتی تھی۔ یہاں بطور مثال چند واقعات کا مختصر تذکرہ کافی ہوگا:

۱:...... ۳/مئی ۱۸۹۱ء کو مرزا صاحب نے علمائے لدھیانہ کو مناظرہ کا چیلنج کیا کہ حیات مسیح پر مجھ سے مناظرہ کرلیں۔ علمائے لدھیانہ نے جواب دیا کہ ہم آج سے آٹھ سال پہلے آنجناب کے کفر اور خروج از اسلام کا فتویٰ دے چکے ہیں' اس لئے کوئی جگہ تجویز کرکے ہمیں مطلع کیجئے' ہم بلاتاخیر وہاں پہنچ جائیں گے' آنجناب پہلے اپنا اسلام ثابت کرکے دکھائیں' اس کے بعد حیات مسیح اور دیگر مسائل پر بھی گفتگو ہوجائے گی' لیکن مرزا صاحب نے اس کے جواب میں "خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید" پر عمل کیا' اور علمائے لدھیانہ کا چیلنج آج تک قائم ہے کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکا' نہ انشاء اللہ قیامت تک دے سکتا ہے (اس مباحثہ طلبی کی روئیداد "رئیس قادیان" جلد دوم مولفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری میں ملاحظہ فرمایئے)۔

۲:...... مرزا صاحب کے منجھلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے "سیرۃ المہدی" صفحہ ۲۳۸ جلد اول میں مرزا صاحب کے پانچ مباحثوں کا ذکر کیا ہے' ایک آریہ سے ہوا' ایک عیسائی سے اور تین مسلمانوں سے' بدقسمتی یہ کہ ان میں سے چار کی روئیداد پڑھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب میدان چھوڑ کر بھاگے اور بعد میں ان کی یہ شکست "فتح مبین" قرار پائی...... اور پانچویں مباحثہ میں تو مولانا عبدالحکیم کلانوری نے مرزا صاحب سے دعویٰ نبوت سے توبہ کرائی' اور ان سے یہ تحریر لی کہ وہ آئندہ "نبوت" کا لفظ استعمال نہیں کیا کریں گے۔ یہ ان کی پہلی "فتح مبین" تھی' لیکن بعد میں مرزا صاحب نے توبہ توڑ ڈالی اور اس تحریری توبہ نامہ سے انحراف کیا' یہ ان کی دوسری "فتح مبین" تھی (اس کی تفصیل مرزا صاحب کے اشتہارات میں موجود ہے)۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

۳:...... مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ مباحثات کی وادی پرخار میں ان کے پاؤں شل ہوچکے ہیں اور مباحثوں میں ان کی ذلت نما "فتح" دن بدن نمایاں ہورہی ہے تو انہوں نے الہامی اعلان کردیا کہ وہ آئندہ علماً سے مباحثہ نہیں کیا کریں گے۔ (انجام آتھم ص:۲۸۲) یہ مرزا صاحب کی فتح کا آخری اعلان تھا۔

۴:...... مرزا صاحب کے اس بہادرانہ اعلان کے بعد لازم تھا کہ قادیانی صاحبان کبھی مناظرہ و مباحثہ کا نام نہ لیتے' لیکن انہیں شاید یہ احساس تھا کہ وہ علم وفضل اور فہم ودانائی میں مرزا صاحب سے فائق ہیں' اس لئے اگر مرزا صاحب نے مناظروں اور مباحثوں سے "توبہ" کرلی ہے تو یہ حکم صرف انہی کی ذاتی لیاقت سے متعلق ہے' ان کی امت پر اس کی تعمیل واجب نہیں' چنانچہ قادیانی صاحبان مرزا صاحب کے اس اعلان کے بعد بھی مناظرہ کے چیلنج کرتے رہے' (خود مرزا صاحب کی زندگی میں بھی اور ان کے انتقال بمرض ہیضہ کے بعد بھی)۔ مناظروں کی نوبت اکثر پیش آئی' نتیجہ وہی "فتح" بصورت شکست۔ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ جو دارالعلوم دیوبند کے رئیس المناظرین تھے

اور جنہیں قادیانی خانوادہ سے گفتگو اور مباحثہ کے بہت سے مواقع پیش آئے تھے قادیانی مباحثوں پر بلیغ تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علماء اسلام نے مرزا صاحب کی لغویات باطلہ کا پورا رد اور خود ان کا کذاب ومفتری ہونا ایسا ثابت کردیا کہ منصف کے لئے تو کافی ہی ہے' مرزائی ہٹ دھرموں کے بھی منہ بند کردیئے اور قلم توڑ دیئے اور ان کو جواب کی تاب نہ رہی' لہٰذا اب نہ مناظرہ کی ضرورت' نہ مباہلہ کی' فقط جاہل مریدوں کو جہنم تک پہنچانے کے لئے یہ راہ اختیار کی جاتی ہے کہ کہیں مناظرہ کا اشتہار' کہیں مباہلہ کا چیلنج' ورنہ وہ نہ مناظرہ کرسکیں نہ مباہلہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہمیں عام مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ علمائے اسلام اپنا فرض ادا فرما چکے' اور نہ ماننا اور نہ تسلیم کرنا یہ محض ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے ہے ورنہ مناظرے بھی ہوچکے' اور جس کو فتح دینی تھی اور جس کو ذلیل کرنا تھا' وہ بھی ہوچکا...... سردار شاہ (قادیانی) امیر وفد مونگیر سے دریافت کرو' حافظ روشن علی صاحب' مختار احمد صاحب شاہ جہانپوری' غلام رسول پنجابی (قادیانی مناظر) ان میں سے جو زندہ ہوں ان سے دریافت کرو...... موضع مونگیر و بھاگلپور کے رہنے والوں سے دریافت کرلو...... (مونگیر کے مناظرہ میں) جب ذلت کی کوئی حد باقی نہ رہی تو امیر وفد نے فرمایا کہ یہ بھی حضرت کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ ایک جگہ تمہیں ذلت ہوگی' جی ہاں! کیوں نہیں؟ اگر اسی بدعقیدہ پر مرگئے' جب بھی خدا چاہے پیشگوئی ہی پوری ہوگی۔''

(صحیفۃ الحق ص:۲،۳)

۵:...... علمائے دیوبند کے جواب میں

۱۶/ جولائی ۱۹۲۵ء کے ''الفضل'' میں خاص مرزا محمود صاحب کے قلم سے قرآن دانی کے دو چیلنج شائع ہوئے' حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری نے ''قادیان میں قیامت خیز بھونچال'' میں اس کا جواب تحریر فرمایا' اس کی تمہید میں لکھتے ہیں:

''دونوں پرچوں کے مضامین کے جواب کا نام ''واقعة الواقعه'' اور لقب ''عذاب الله الشديد على المنكر العنيد'' ہے' جس میں ڈیڑھ درجن سے زائد قادیانیوں کی وہ شکستیں اور علمائے دیوبند کی وہ صاف اور ظاہر فتحیں اور قیامت خیز نصرتیں بیان کی گئی ہیں کہ مرزا محمود صاحب تو کیا؟ اگر خود بالفرض مرزا صاحب بھی بروز فرمائیں تو ان کو خدا چاہے' بجز اقرار یا سکوت اور دم بخود رہنے کے کوئی چارہ ہی نہ ہوگا' چونکہ وہ رسالہ طویل ہوگیا ہے' طبع میں کچھ دیر ہوگی' بایں وجہ صرف خلیفہ صاحب کے چیلنج کے متعلق یہ ''زلزلة الساعة'' نمونہ کے طور پر شائع کیا جاتا ہے۔''

اس کے بعد حضرت مولانا نے مرزا محمود صاحب کے چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے ان سے تین ہفتہ میں اس کا جواب لکھنے کی فرمائش کی' مگر مرزا محمود نے حسب سابق خاموشی میں ہی سلامتی سمجھی' اس کے بعد حضرت مولانا نے بھی سکوت ہی اختیار فرمایا' اسی رسالہ میں خلیفہ صاحب کو خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا فرماتے ہیں:

''صاحبزادہ صاحب! آپ اور معارف قرآنیہ بیان فرمائیں؟ اور وہ بھی علمائے دیوبند کے سامنے؟

دعویٰ زبان کا لکھنؤ والوں کے سامنے
ہے جیسے بوئے مشک غزالوں کے سامنے

سن لو! ایک گھنٹہ میں فیصلہ ہوتا ہے' ہمارا خیال ہے کہ معارف قرآنیہ تو درکنار؟ آپ تو علمائے محققین کے دوچار ورق بھی صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر ان کی عبارت کا صحیح مطلب بیان نہیں کرسکتے' بٹالہ' لاہور' امرتسر' لدھیانہ' پشاور' اور تمہارا جی چاہے تو کابل چلے چلو۔ محققین اسلام نے جو کتابیں لکھی ہیں اور جن معارف الٰہیہ کو بیان کیا ہے' جو جگہ ہم تجویز کریں' اس جگہ سے کتاب کے دو ورق کی صحیح عبارت مجمع عام میں پڑھ کر با محاورہ ترجمہ کرنے کے بعد مطلب صحیح بیان کردو' اگر مطلب غلط بیان کیا تو اسی مجمع میں آپ پر اعتراض کیا جائے گا' آپ جواب دیں' اگر آپ نے صحیح عبارت پڑھ کر صحیح مطلب بیان کردیا' تو ہم مجمع عام میں یہ

اقرار کریں گے کہ مرزا محمود صاحب کو عبارت پڑھنے کا سلیقہ ہے۔“(ص:۸)

مرزا محمود نے اس کے جواب میں ایسی چپ سادھی کہ ”خبرے نیست کہ ہست“ کا مضمون صادق آیا۔

۶:...... حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحبؒ نے ایک رسالہ ”اول السبعین“ کے نام سے تحریر فرمایا‘ جس میں لاہوری جماعت کے امام مسٹر محمد علی صاحب اور قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا محمود صاحب سے مسئلہ نبوت کے بارے میں ان کے مذہب کی وضاحت طلب کرنے کے لئے ستر سوالات کئے اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جواب خواہ دونوں امیر صاحبان خود لکھیں یا اپنے کسی ماتحت سے لکھوائیں‘ مگر دستخط ان دونوں صاحبوں کے ہونے لازم ہیں۔ قادیانی امت کے ذمہ دار اس رسالہ کے جواب میں جب سے اب تک خاموش ہیں۔

مباحثہ مونگیر کا تذکرہ حضرت مولانا مرتضیٰ حسنؒ کی عبارت میں ابھی اوپر گزر چکا ہے‘ جس میں قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور مرزائیوں کے امیر وفد سرور شاہ کو بھی ذلت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہ رہا۔ اسی نوعیت کا ایک مباحثہ فیروز پور میں ہوا‘ جس میں قادیانیوں نے من مانی شرائط پر مناظرہ کیا‘ لیکن علمائے دیوبند کے ہاتھوں ایسی شکست اٹھائی کہ انہیں مدت تک نہ بھولی۔ اس مباحثہ کا مختصر سا تذکرہ ”ہیں بڑے مسلمان“ میں بالفاظ ذیل کیا گیا ہے:

”فیروز پور میں مرزائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ طے پایا‘ اور عام مسلمانوں نے‘ جو فن مناظرہ سے ناواقف تھے‘ مرزائیوں کے ساتھ بعض ایسی شرائط پر مناظرہ طے کرلیا‘ جو مسلمان مناظرین کے لئے خاصی پریشان کن ہوسکتی تھیں‘ دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے صدر مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب کشمیری (کے مشورے سے مناظرے کے لئے) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تجویز ہوئے۔ یہ حضرات جب فیروز پور پہنچے تو مرزائیوں کی شرائط کا علم ہوا کہ انہوں نے کس طرح دجل سے من مانی شرائط سے مسلمانوں کو جکڑ لیا ہے‘ اب دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو ان شرائط پر مناظرہ کیا جائے یا پھر انکار کردیا جائے‘ پہلی صورت مضر تھی‘ دوسری صورت مسلمانان فیروز پور کے لئے سبکی کا باعث ہوسکتی تھی کہ دیکھو! تمہارے مناظر بھاگ گئے۔ انجام کار انہی شرائط پر مناظرہ کرنا منظور کیا گیا‘ اور حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب (کشمیریؒ) کو تار دے دیا گیا۔ اگلے روز مقررہ وقت پر مناظرہ شروع ہوگیا اور عین اسی وقت دیکھا گیا کہ حضرت شاہ (مولانا محمد انور) صاحب (کشمیریؒ) بہ نفس نفیس حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لارہے ہیں‘ انہوں نے آتے ہی اعلان فرمایا کہ جائیے! ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم نے جتنی شرائط مسلمانوں سے منوالی ہیں‘ اتنی شرائط اور من مانی لگوالو‘ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں‘ مناظرہ کرو اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔ چنانچہ اسی بات کا اعلان کردیا گیا‘ اور مفتی صاحبؒ مولانا ادریس کاندھلویؒ اور مولانا سید بدر عالم صاحبؒ نے مناظرہ کیا‘ اس میں مرزائیوں کی جو درگت بنی‘ اس کی گواہی آج بھی فیروز پور کے در و دیوار دے سکتے ہیں‘ مناظرے کے بعد شہر میں جلسہ عام ہوا‘ جس میں حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب (کشمیریؒ) اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تقریریں کیں‘ یہ تقریریں فیروز پور کی تاریخ میں یادگار خاص کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بہت سے لوگ جو قادیانی دجل کا شکار ہوچکے تھے اس مناظرہ اور جلسہ کے بعد اسلام میں واپس لوٹ آئے۔“ (ہیں بڑے مسلمان ص:۳۹۵ طبع سوم)

خلاصہ یہ کہ مرزائیوں کے ساتھ علمائے دیوبند کے سینکڑوں تقریری و تحریری مباحثے ہوئے اور بحمداللہ! ہر موقع پر قادیانیوں کو میدان ہارنا پڑا۔ اسی سلسلہ میں علمائے دیوبند کی جانب سے متواتر ایک سال تک اشتہارات بھی نکلتے رہے مگر قادیانیوں نے جواب دہی سے توبہ کرلی۔

☆☆......☆☆

ختم نبوۃ

اخبار عالم پر ایک نظر

مرزائیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے

مانسہرہ (پ ر) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرزائیت کے ناسور کو ختم کردیں گے' ہمارے اکابر نے مرزائیت کے خلاف بڑی قربانیاں دی ہیں' جن کی مثال کوئی قوم نہیں پیش کرسکتی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس محاذ پر خوب کام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مرزائیوں کے خلاف نوجوان نسل کو خوب تیار کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار جامع مسجد صدیق اکبر' مانسہرہ کے خطیب مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے نماز جمعہ کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مانسہرہ غیرت کا ڈیرہ ہے' اس سرزمین سے مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا عبدالمنان' مولانا محمد عرفان' مولانا محمد اسحٰق مانسہروی' مولانا عبدالحکیم جیسے لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ یہاں مرزائیت کو پھیلنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ مرزائیت کے خلاف ہمارے اکابر نے ایک طویل جنگ لڑی ہے' جس میں مرزائیت نے شکست کھائی ہے اور ہمارے اکابر نے اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا ہے۔ مرزائیوں کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ تبلیغ کریں' آئین بھی ان کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ مرزائیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے۔

متحدہ مجلس عمل مرزائیت کے خاتمے کے لئے اپنا کردار ادا کرے

مانسہرہ (پ ر) انٹرنیٹ پر مرزائیت کی تبلیغ اور نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مرزائیوں نے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے' اس بارے میں معلوم ہوا ہے کہ انٹرنیٹ پر چیٹنگ (گفتگو) کے دوران نوجوان لڑکیاں رابطہ ہونے پر سولہ سے پچیس سال کے نوجوانوں کو گھیر کر انہیں مرزائیت کی دعوت دیتی ہیں اور قادیانی مذہب قبول کرنے کے بدلے میں ان نوجوانوں کو شادی کی پیشکش کے علاوہ مالی مدد' ملازمت' گرین کارڈ سمیت مختلف لالچ دیتی ہیں' اس بارے میں مانسہرہ شہر کے مختلف نوجوانوں نے بتایا ہے کہ جب بھی چیٹنگ کی جاتی ہے' تو یہ لڑکیاں بڑی ترغیبات دے کر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتی ہیں۔ ادھر مانسہرہ کا ایک مرزائی جو کہ چناب نگر میں رہائش پذیر ہے' اس نے مانسہرہ میں اپنے ایک ایجنٹ کے ذریعے اپنی سرگرمیاں شروع کر رکھی ہیں' مانسہرہ شہر کے مختلف عوامی و سماجی حلقوں نے سرحد میں قائم متحدہ مجلس عمل کی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مرزائیت کے خاتمے کے لئے اپنا کردار ادا کرے اور قادیانی مذہب کی ترویج کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرے۔

ہندوستان میں اکیس ہندوؤں نے اجتماعی طور پر اسلام قبول کرلیا

نئی دہلی (نمائندہ خصوصی) اکیس افراد نے ہندومت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ ان افراد نے اپنے قبول اسلام کا اعلان ایک تقریب میں کیا۔ اس موقع پر نومسلم نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ دوبارہ ہندو نہیں بنیں گے۔ انہوں نے انتہا پسند ہندو جماعتوں وشوا ہندو پریشد' بجرنگ دل اور آر ایس ایس (راشٹریہ سیوک سنگھ) کو چیلنج کیا کہ وہ انہیں دوبارہ ہندو بنا کر دکھائیں۔ قبول اسلام کی یہ تقریب روی داس مندر کے بالمقابل منعقد ہوئی۔

محمد دلبر حسن کا سانحہ ارتحال

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے خزانچی حاجی قاسم حسن کے خسر حاجی دلبر حسن انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی عمر تقریباً ۶۵ سال تھی' صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ مرحوم نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ مرحوم کی رحلت سے لاہور ایک نیک سیرت بزرگ سے محروم ہوگیا۔ مرحوم کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم نے پڑھائی اور بیسیوں سوگواروں کی موجودگی میں چشم پرنم کے ساتھ انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں الحاج بلند اختر نظامی' مولانا سید ضیاء الحسن شاہ' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا عزیز الرحمن ثانی' مولانا منور حسین صدیقی نے ایک مشترکہ بیان میں مرحوم کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے

دعا کی کہ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

میرپورخاص: جاوید اقبال ٹیلر ماسٹر کی قادیانیت سے توبہ

میرپورخاص (نمائندہ خصوصی) میرپورخاص کے ٹیلر ماسٹر جناب جاوید اقبال نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا۔ گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی میرپورخاص تین روزہ تبلیغی دورہ پر تشریف لائے تو ان کی جناب جاوید اقبال سے ملاقات ہوئی اور مولانا نے مرزا قادیانی کی کتب سے قابل اعتراض حوالہ جات انہیں دکھلائے اور قادیانیوں کی طرف سے پیدا کردہ شکوک وشبہات دور کئے۔ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کتاب ''نورالحق'' کا یہ حوالہ دکھلایا جس میں مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ہونا تسلیم کیا ہے اور مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور ان پر موت واقع نہیں ہوئی اور وہ مرے نہیں۔''

مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع و نزول کے متعلق قادیانیوں کے اعتراضات کا ایک ہی جواب ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق جو جواب دیں گے وہی جواب ہمارا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے بارے میں ہوگا۔ مولانا شجاع آبادی نے دکھلایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی (العیاذ باللہ) خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا کا بیٹا' باپ اور بیوی ہونے کا

ملفوظات

حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ

اس وقت دینی کاموں میں دفاع ختم نبوت سب سے بڑا دینی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے کہ ایک شخص نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا' چند ہزار یا چند لاکھ گمراہ اس کے گرد جمع ہوکر مرتد ہوگئے' اس کے مقابلہ کے لئے کروڑوں افراد نے جس درجہ میں بھی کام کیا' منکرین ختم نبوت کا استیصال کرنے والے اشخاص و جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے جنتی بنادیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء:

فرمایا: ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی' سال بھر قائدین جیلوں میں رہے' رہائی کے بعد مارچ ۱۹۵۴ء میں لاہور میں ختم نبوت کے عنوان سے جلسہ ہوا' اس وقت میری عمر ۲۱ سال تھی' اس کا اشتہار لکھنے کی مجھے سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تشریف لائے تو مولانا مجاہد الحسینی اور دوسرے رفقاء مجھے حضرت امیر شریعتؒ کی خدمت میں لے گئے' اور اشتہار کی تعریف کی کہ یہ انہوں نے (میری طرف اشارہ کرکے) لکھا ہے۔ شاہ صاحبؒ میری طرف متوجہ ہوئے' فرمایا کہ اشتہار لکھ کر مجھ پر کوئی احسان کیا؟ اپنے نانا کی عزت کا کام کیا ہے' اس خوبصورتی سے یہ جملے ادا فرمائے کہ بس جی خوش ہوگیا' رات کو جلسہ عام ہوا' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دوسرے حضرات کے بیانات ہوئے' پھر شاہ صاحبؒ تشریف لائے' میز پر بیٹھ کر تقریر کی' شہدائے ختم نبوت کے لئے دعا کرائی' اور فرمایا کہ جن کے بچے اس تحریک میں شہید ہوئے ہیں ان کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ بچے جنت میں آغوش محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پل رہے ہیں' ایک میں بدقسمت ہوں کہ جس کے سینہ میں گولی نہیں لگی' اور افسوس کہ اس مسئلہ ختم نبوت کے دفاع کے جرم میں میری بیٹی کو چوٹی سے پکڑ کر گھسیٹا نہیں گیا' ایسے انداز میں شاہ صاحبؒ نے یہ جملے فرمائے کہ پورا اجتماع آہ و سسکیوں کا منظر پیش کرنے لگا' وہ ایسی زبردست تقریر تھی' مربوط تقریر کہ بس ایک خاص کیفیت شاہ صاحبؒ پر طاری تھی' ایسا خطبہ پڑھا کہ اجتماع پر طمانیت کا خیمہ تن گیا' بس پھر اسے کھولنا شروع کیا تو کھولتے کھولتے تقریر ہوگئی' اس تقریر میں آپ نے مولانا ابوالحسنات کے متعلق فرمایا کہ وہ جبل الاستقامت ہیں اور فرمایا کہ خلافت الٰہیہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی' خلافت راشدہ علیٰ منہاج نبوت یعنی خلافت نبویہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے شروع ہوکر سیدنا علی المرتضیٰؓ پر ختم ہوگئی' رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں' سیدنا علیؓ خلافت راشدہ کے خاتم الخلفاء ہیں۔

ختم نبوۃ

مدعی ہے جو سراسر شرک ہے جبکہ نبی مشرک نہیں ہوتا۔ غرضیکہ چند حوالہ جات دیکھنے کے بعد جاوید اقبال نے کانوں کو ہاتھ لگالیا اور کہا کہ یہ حوالہ جات تو میں نے پہلی بار سنے اور دیکھے ہیں۔ مولانا شجاع آبادی نے پوچھا کہ آپ نے قادیانیت کو کیسا پایا؟ اور قادیانیت سے متعلق آپ نے کب سوچنا شروع کیا؟ موصوف نے کہا کہ پہلی مرتبہ آج سے کچھ ماہ قبل مجھے قادیانیت سے متعلق اس وقت عجیب کیفیت پیدا ہوئی' جب میں نے دیکھا کہ قادیانی زکوۃ کا انکار کرتے ہیں یعنی زکوۃ نہیں دیتے' میں نے پوچھا کہ آپ لوگ زکوۃ کیوں نہیں دیتے؟ تو مربیوں نے کہا کہ ہم زکوۃ کے بجائے چندے دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ زکوۃ تو حکم خداوندی ہے' تو جواب دیا کہ چندہ اس کے قائم مقام ہے۔ بہرحال میں نے سوچنا شروع کردیا کہ قادیانیت اگر سچا مذہب ہوتی تو زکوۃ کا انکار نہ کیا جاتا۔ قادیانیوں نے ہمیں مساجد میں نماز پڑھنے سے روکا ہوا تھا' تو میرے احباب مجھے مسجد میں لے گئے' جہاں میں نے تبلیغی احباب کا بیان سنا' اور جماعت کے ساتھ سہ روزہ بھی لگا چکا ہوں۔ بعدازاں مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے قادیانیت کے عقائد و عزائم سے متعلق مجھے مزید بریف کیا' میرے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا۔ اللہ پاک کے فضل و کرم سے مجھے اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جس سے مجھے قلبی راحت ہوتی ہے۔ شادی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں موصوف نے بتلایا کہ میری شادی قادیانیوں میں طے ہوچکی تھی لیکن اب میں قادیانیوں میں شادی نہیں کروں گا کیونکہ قادیانی کافر ہیں' کافر اور مسلمان کا باہمی نکاح نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ شادی میرے نزدیک کوئی مسئلہ نہیں۔ غرضیکہ موصوف سے دلچسپ گفتگو رہی اور مولانا شجاع آبادی نے انہیں کہا کہ اگر قادیانی انہیں کسی مسئلہ میں پریشان کریں تو وہ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے امیر مولانا فیض اللہ بروہی اور مبلغ مولانا محمد علی صدیقی سے قریبی رابطہ رکھیں' مجلس ان کی ہر مسئلہ میں رہنمائی اور سرپرستی کرے گی۔ آخر میں مولانا شجاع آبادی نے ان کے اسلام پر ثابت قدم رہنے کی دعا کی' یوں یہ مجلس اختتام کو پہنچی۔

النعمانؒ

علمی' تحقیقی' اصلاحی سلسلہ

مرتب: مولانا عبدالوحید اشرفی

ناشر: ادارہ تعلیمات نعمانیہ' الکریم مارکیٹ' اردو بازار لاہور۔

صفحات: ۵۲

قیمت: درج نہیں

مولانا عبدالوحید اشرفی نہایت مخلص' بے لوث اور دینی غیرت و ہمدردی رکھنے والے باذوق و باصلاحیت عالم دین ہیں۔ ''دارالہدیٰ'' کے نام سے کتاب مارکیٹ' ۳۸ غزنی اسٹریٹ میں مکتبہ چلا رہے ہیں' ایک عرصہ سے کوشاں تھے کہ کوئی ماہنامہ نکال کر امام اعظم' سراج الائمہ' امام ابوحنیفہ نعمان ابن ثابتؒ کے مسلک کے مطابق قرآن و سنت کی خدمت کرسکیں۔ یہ ان کی کوشش کا پہلا ثمرہ ہے۔ اللہ پاک انہیں مثبت انداز میں دین کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ''النعمان'' دینی صحافت میں ایک خوش آئند اضافہ ہے۔ رابطہ آفس: دارالہدیٰ' کتاب مارکیٹ' غزنی اسٹریٹ' اردو بازار لاہور فون: ۷۲۲۸۸۴۲

حضرت مولانا عبدالسمیعؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ بھی اگلے جہان تشریف لے گئے۔ قحط الرجال میں اور اضافہ ہو گیا۔ حضرت مولانا عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔ موصوف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی (خلیفہ خاص حضرت مولانا احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں) کے صاحبزادے تھے۔ سرگودھا میں اسلامی نظام خصوصیت کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کے لئے چلائی جانے والی تحریکات کے روح رواں تھے۔ موصوف خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت تھے۔ سرگودھا ہی نہیں بلکہ پاکستان اور بیرون ملک تک کے مسلمانوں کی دینی تعلیم کے سلسلہ میں زندگی بھر سرگرم عمل رہے۔ حضرت مولانا قاری عبدالسمیع کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ مشکل سے پر ہوگا۔ حضرت مولانا قاری عبدالسمیع کی وفات پر امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ' حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ' حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا اللہ وسایا' مولانا نذیر احمد تونسوی' ڈاکٹر دین محمد فریدی اور دیگر ذمہ داران و کارکنان ختم نبوت کی جانب سے ادارہ حضرت مولانا قاری عبدالسمیعؒ کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور اللہ رب العزت سے مرحوم کے لئے بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ حضرتؒ کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

شاد باش و شاد زی اے سرزمین دیو بند

مولانا ظفر علی خان

شاد باش و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تونے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ملت بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمت بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند

اسم تیرا باسمیٰ، ضرب تیری بے پناہ
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند

تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار
قرن اول کی خبر لائی تری الٹی زقند

تو علم بردار حق ہے حق نگہباں ہے ترا
خیل باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند

ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کرلیا ان عالمان دین قیم نے پسند

جان کردیں گے جو ناموس پیمبرؐ پر فدا
حق کے رستے پر کٹا دیں گے جو اپنا بند بند

کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا سپند

اس میں قاسمؒ ہوں کہ انور شاہؒ کہ محمود الحسنؒ
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند

گرمئ ہنگامہ تیری ہے حسین احمدؒ سے آج
جن سے پرچم ہے روایات سلف کا سربلند

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنارہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسول آخرﷺ، سیرت الصحابہؓ، دینی واصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائیجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے ـــ بنایئے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے